رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ گزارنے کے خاص اعمال
اور تراویح، روزہ، اعتکاف اور شب قدر کے بارے میں احکام

ماہِ رمضان

فضائل و مسائل

از افادات

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ



ترتیب

مولانا محمد زبیر طاہر

نواسہ حضرت لدھیانوی شہیدؒ



مکتبہ لدھیانوی

رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ گزارنے کے خاص اعمال
اور تراویح، روزہ، اعتکاف اور شب قدر کے بارے میں احکام

ماہِ رمضان
فضائل و مسائل

از افادات
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب
مولانا محمد زبیر طاہر
نواسہ حضرت لدھیانوی شہید

مکتبہ لدھیانوی
18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
021-34130020-0321-2115595-0321-2115502

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب — ماہِ رمضان فضائل و مسائل

ازافادات — شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ترتیب — مولانا محمد زبیر طاہر

طبع اول — جون ۲۰۱۲ء

ناشر — مکتبہ لدھیانوی

18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

021-34130020-0321-2115595-0321-2115502

www.shaheedeislam.com

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان المبارک رحمتوں اور برکتوں کا حامل بابرکت مہینہ ہے، جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خاص رحمت و بخشش نازل فرماتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا بخشش اور تیسرا دوزخ سے آزادی ہے۔ نورانیت میں اضافہ، روحانیت میں ترقی، اجر و ثواب میں زیادتی اور دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے فضائل رمضان کے موضوع پر قیمتی تحریروں کو مختلف کتب سے یکجا کردیا گیا ہے تاکہ خواتین و حضرات پر قرآن و سنت کی روشنی میں رمضان المبارک کی فضیلت و اہمیت واضح ہوجائے اور ان بابرکت اوقات کو بزرگانِ امت کی طرز پر گزارنے میں سہولت میسر آئے۔

اس کے ساتھ حضرت شہیدؒ کی مقبول عام تصنیف ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں سے رمضان کے مسائل و احکام، تراویح، اعتکاف، لیلۃ القدر، صدقۃ الفطر اور عید الفطر وغیرہ کے بارے میں تفصیل درج کردی گئی ہے۔ اس طرح یہ رمضان المبارک کے بارے میں ایک حسین گلدستہ ترتیب دے دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ محترم قارئین اسے پسند فرمائیں گے۔

ناظم مکتبہ لدھیانوی

فہرست

آدابِ رمضان

رمضان المبارک میں خاص اعمال

فضائل رمضان میں ایک جامع حدیث

رمضان و روزے کے مسائل

رُؤیتِ ہلال

کن وجوہات سے روزہ توڑ دینا جائز ہے؟ کن سے نہیں؟

رمضان میں (عورتوں کے) مخصوص ایام کے مسائل

کن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا مکروہ ہو جاتا ہے؟

کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

قضا روزوں کا بیان

روزہ توڑنے کا کفارہ

رمضان اور تراویح

اِعتکاف
فضائل و مسائل

اِعتکاف کے مسائل کا بیان

لیلۃ القدر
کی برکات اور اس کے حصول کا طریقہ

ماہ رمضان کا استقبال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

رمضان المبارک ہزاروں برکتوں اور رحمتوں کو اپنے دامن میں لئے ہم پر سایہ فگن ہے اور یہ بابرکت مہینہ ایمان وتقویٰ کا مہینہ ہے، ہر بندۂ مؤمن اپنی اپنی ہمت اور ظرف کے مطابق اس کی برکتوں سے لطف اندوز ہوگا، جس شخص کے دل میں ایمان کی معمولی رمق بھی باقی ہو اس مہینے میں معمولی ایمانی صلاحیتیں بھی ابھر کر سامنے آجاتی ہیں۔

اس مبارک مہینے کو حق تعالیٰ شانہ نے اپنا مہینہ فرمایا ہے، گویا اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ انسان کو اپنا بندہ بنانا چاہتے ہیں، اور انسان کو اس طرف متوجہ کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک سے ٹوٹا ہوا رشتہ دوبارہ جوڑ لیں اس مہینے میں رحمت خداوندی کا دریا موجزن ہوتا ہے اور ہر طالب رحمت کے لئے آغوش رحمت وا ہوجاتی ہے، حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت ہے، دوسرا بخشش اور تیسرا دوزخ سے آزادی۔ یہ نورانیت میں اضافہ، روحانیت میں ترقی، اجر وثواب میں زیادتی اور دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے، اس میں کسی سائل کو خالی ہاتھ، کسی امیدوار کو ناامید اور کسی طالب کو ناکام و نامراد نہیں رکھا جاتا، بلکہ ہر شخص کے لئے اس مہینے میں

حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے رحمت وبخشش کی صلائے عام ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے سال بھر سے ماہ مبارک کی آمد کے لئے چشم براہ رہتے ہیں اور جو شخص ان بابرکت اوقات میں بھی رجوع الی اللہ کی دولت سے محروم رہے اور دریائے رحمت کی طغیانی کے باوجود حصول رحمت کے لئے اپنا دامن نہ پھیلائے، اس سے بڑھ کر محروم کون ہوسکتا ہے؟ ایک مومن کا لائحہ عمل اس ماہ مبارک میں یہ ہونا چاہئے:

۱:...... رمضان مبارک کے خصوصی اعمال (روزہ، تراویح، تلاوت قرآن کریم، ذکر الٰہی، دعا و استغفار) کا خصوصی اہتمام کیا جائے، اس سراپا نور مہینے میں جس قدر نورانی اعمال کئے جائیں گے اسی قدر روح میں لطافت، بالیدگی اور قلب میں نورانیت پیدا ہوگی۔

۲:...... اس مہینے میں جھوٹ، بہتان، غیبت، حرام خوری اور دیگر تمام آلودگیوں سے پرہیز کا پورا اہتمام کیا جائے، حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ بولنے اور غلط کام کرنے سے پرہیز نہ کرے اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں، ایک اور حدیث میں ہے کہ بہت سے روزے دار ایسے ہیں جن کو بھوک پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، نعوذ باللہ، روزے کی حالت میں کان کی، آنکھوں کی، پیٹ کی، شرمگاہ کی، اور دیگر اعضاء کی حفاظت لازم ہے، اللہ تعالیٰ کے بندے اس مہینے میں اپنے نفس کے ساتھ سمجھوتہ کرلیتے ہیں کہ سارا سال تو نے اپنی من مانیاں کی ہیں، چند دنوں کے لئے اگر تو حق تعالیٰ شانہ کے حکموں کا پابند ہوجائے اور اپنی خواہشوں اور لذتوں کو ترک کردے تو تیرا کیا نقصان ہے؟ ـــــــ الغرض اس مہینے میں گناہوں کا ترک کرنا لازم ہے، اور اگر ذرا سی ہمت سے کام لیا جائے تو ان چند دنوں میں گناہوں کا چھوڑنا بہت آسان ہے۔

۳:...... جہاں گناہوں سے پرہیز لازم ہے وہاں بے فائدہ اور لایعنی مشاغل سے بھی احتراز کرنا چاہئے، کیونکہ یہ بے مقصد کے مشغلے انسان کو مقصد سے ہٹا

دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ کھیل کود، شطرنج، تفریح وتماشا، ٹیلی ویژن اور فلم بینی وغیرہ میں ان اوقات کو ضائع کردیتے ہیں، ان کی حالت بہت ہی لائق رحم ہے۔

۴:......اس ماہ مبارک میں قلوب کا تصفیہ بھی بہت ضروری ہے، جس دل میں کینہ، حسد، بغض، عداوت کا کھوٹ اور میل جمع ہو اس پر اس ماہ مبارک کے انوار کی تجلّی کماحقہ نہیں ہوسکتی، یہی وجہ ہے کہ بعض احادیث کے مطابق رمضان مبارک کی راتوں میں سب لوگوں کی بخشش ہوجاتی ہے، مگر ایسے دو شخص جو ایک دوسرے سے کینہ وعداوت رکھتے ہوں ان کی بخشش نہیں ہوتی۔

اس لئے تقاضائے بشریت کی بنا پر جو آپس میں رنجش ہوجاتی ہے ان سے سب کو دل صاف کرلینا چاہئے اور اس ماہ مبارک میں کسی دوسرے مسلمان سے کینہ و عداوت نہیں رہنی چاہئے۔

۵:...... ماہ مبارک کا دل وزبان اور عمل سے احترام کرنا بھی لازم ہے، بعض لوگ کھلے عام کھاتے پیتے پھرتے، اور بعض روزہ پر طنز کرتے ہیں، یہ گستاخی نہایت سنگین ہے اور اس سے ایمان کے سلب ہوجانے کا اندیشہ ہے، سحری و افطاری کے اوقات کے علاوہ کھانے پینے کی چیزوں کی خرید وفروخت ممنوع ہونی چاہئے اور ہوٹل اور طعام خانے بند رہنے چاہئیں، اسی طرح سینما اور تھیٹر وغیرہ کا جاری رہنا بھی تقدس رمضان کے منافی ہے۔

۶:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کو ہمدردی وغم خواری کا مہینہ فرمایا ہے، اس لئے اس مہینے میں جود وسخا اور عطا وبخشش عام ہونی چاہئے، جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت عطا فرمائی ہے وہ اس مہینے میں تنگدستوں اور محتاجوں کی بطور خاص نگہداشت کریں۔

۷:...... اس مہینے میں ملازمین اور نوکر پیشہ لوگوں کا کام ہلکا کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے، اس لئے سرکاری اور نجی ملازمین کے اوقات کار میں اس قدر تخفیف کرنا لازم

ہے کہ ان کے لئے روزہ کے ساتھ کام کرنا دشوار نہ رہے، نیز حکومت کی طرف سے ماہ رمضان کی آمد پر قیدیوں اور اسیروں کی رہائی اور ان کی سزا میں تخفیف کا اعلان بھی ہونا چاہئے۔

۸:...... ہمارے معاشرے میں یہ بری رسم رائج ہے کہ رمضان مبارک میں اشیائے صرف کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور دوکاندار اس مہینے میں من مانی قیمتیں وصول کرتے ہیں اور اسے کمائی کا خاص موسم سمجھتے ہیں، یہ ذہنیت اسلامی روح کے یکسر خلاف ہے، اس کے برعکس ہونا یہ چاہئے کہ اس ماہ مبارک کے طفیل قیمتیں کم ہوجائیں، اور دوکاندار کم سے کم منافع پر قناعت کریں، وہ اس مہینے میں خریداروں سے جس قدر رعایت کریں گے وہ بھی صدقہ میں شمار ہوگی اور اس کی بدولت ان کے کاروبار میں بھی برکت ہوگی، ماہ مبارک میں روزمرہ کے استعمال کی چیزیں ارزاں کرنا بھی احترام رمضان کا ایک شعبہ ہے، جس کا اہتمام بڑے دوکانداروں کو کرنا چاہئے اور انہیں رمضان مبارک میں قیمتوں میں تخفیف کا اعلان بھی کرنا چاہئے اور اس کا عملی نمونہ بھی پیش کرنا چاہئے۔

حضرات عارفین اور اہل تجربہ کا کہنا ہے کہ رمضان مبارک کے معمولات و مشاغل پورے سال کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں، جو شخص رمضان مبارک میں سدھر گیا وہ انشاء اللہ پورے سال سدھرا رہے گا اور جو اس مہینے بھی غلط روی سے باز نہ آیا اس کو آئندہ بھی توفیق نہیں ہوگی، دراصل رمضان کا موسم کسی فرد یا قوم کی سعادت یا شقاوت کے لئے فیصلہ کن ہوتا ہے، حق تعالیٰ شانہ اس سال کے ماہ رمضان کو ہمارے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے خیر و سعادت کا موجب بنائیں۔

رحمت ومغفرت کی بہار!

رمضان المبارک عنایات الٰہی کا مہینہ ہے، اس میں رحمت و مغفرت لٹائی جاتی ہے، اس کا ایک ایک لمحہ ہزاروں برس کی زندگی اور طاعت وعبادت سے بھاری اور قیمتی ہے، اس میں اجر وثواب کے پیمانے ستر گنا بڑھ جاتے ہیں، اس میں خیر کے طلب گاروں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور شر کے متلاشیوں کا راستہ روکا جاتا ہے، اس ماہ میں اللہ تعالیٰ براہ راست اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوکر اپنے دست شفقت سے رحمت ومغفرت کے پروانے بانٹتے ہیں، چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے:

> ''اس ماہ میں ہر عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھادیا جاتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ اس قانون سے مستثنٰی ہے کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا۔''

اس ماہ مقدس میں روزانہ افطار کے وقت روزہ داروں کو پروانہ فرحت و انبساط عطا کیا جاتا ہے، یہی وہ مہینہ ہے جس کے روزے سے اس عاصی و خطاکار بندے کے منہ کی بو اللہ کو مشک وعنبر سے زیادہ پسند آتی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ، جہنم

کے دروازے بند فرما دیتے ہیں، شیطان کو جکڑ دیتے ہیں، جنت کے تمام دروازے کھول دیتے ہیں، تاکہ سال بھر کے گناہگار تائب ہوکر جنت میں داخل ہوسکیں۔

اس میں وہ بابرکت رات ہے جس کی عبادت ہزار مہینہ کی عبادت سے بہتر ہے اور یہی وہ مقدس مہمان ہے جو بارگاہ الٰہی میں اپنے اکرام کرنے والوں کی سفارش کرے گا اور اس کی سفارش قبول ہوگی۔

اس لئے ضرورت ہے کہ اس کی بھرپور قدردانی کی جائے، اس میں تمام تر مصروفیات کو مختصر کرکے رحمت و مغفرت الٰہی کو سمیٹا جائے، اور جتنا ہوسکے اللہ کا قرب حاصل کیا جائے، خصوصاً باجماعت نمازوں، تراویح اور نوافل کا اہتمام کیا جائے، کثرت سے استغفار، تلاوت اور ذکر اللہ کیا جائے، جنت مانگی جائے اور جہنم سے پناہ مانگی جائے۔ مبادا آئندہ سال یہ موقع میسر آئے یا نہ آئے، اسی طرح ہر قسم کے گناہوں مثلاً جھوٹ، بدگوئی، چغل خوری، حرام خوری، داڑھی منڈانے، کٹانے اور دوسرے تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے توبہ کی جائے، یہ حقیقت ہے کہ جو شخص رمضان میں گناہوں سے کنارہ کش رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو آنے والے پورے سال میں گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کی مغفرت فرمادیں، آمین۔

ماہ مبارک

رمضان مبارک کا مقدس مہینہ ہزاروں برکتوں اور سعادتوں کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے، رحمت کے دروازے کھلے ہیں، اور صبح و شام، حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے منادی ہو رہی ہے:

”اے خیر اور بھلائی تلاش کرنے والو! آگے بڑھو، اور شر اور برائی کے طلب گارو! باز آجاؤ۔“

رحمت و مغفرت کے اعلان ہو رہے ہیں اور سعید روحیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانوں سے اپنی ہمت وظرف کے مطابق جھولیاں بھر لیتی ہیں۔

رمضان مبارک، ایمان کا موسم بہار ہے۔ بہت ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس کی قدر پہچانیں، اور بہت ہی محروم ہیں وہ لوگ جو اس دریائے رحمت سے بھی محروم رہیں اور اپنی نجات و مغفرت کا سامان نہ کرسکیں۔

اس مقدس مہینے کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ ہم اس کا ادب و احترام بجا لائیں اور اپنی معصیت و نافرمانی کے مظاہروں سے اس کو ملوث نہ کریں، سرعام کھانا پینا، سینما، اور تھیٹر کے کھیل تماشے اور راگ رنگ وغیرہ کے مشاغل احترام رمضان کے

منافی ہیں جن سے پوری قوم کو اجتناب کرنا چاہئے۔

رمضان کی برکتوں سے مستفید ہونے کے لئے سب سے اہم شرط یہ ہے کہ گزشتہ زندگی کی ساری کوتاہیوں، تقصیروں، لغزشوں اور گناہوں سے توبہ کرلی جائے اور ظاہر و باطن کو خوب پاک کر کے رمضان مبارک کا استقبال کیا جائے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ: اس کا پہلا عشرہ رحمت ہے، دوسرا عشرہ مغفرت ہے، اور تیسرا عشرہ دوزخ سے آزادی کا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ رحمت و مغفرت اور دوزخ سے آزادی انہی خوش بختوں کو نصیب ہوسکتی ہے جو اس کی طلب رکھتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ سے اس کے خواستگار ہوں، عارفین کا کہنا ہے کہ استقبال رمضان کے لئے دل کو کینہ سے، حسد وبغض سے، تکبر سے اور دیگر تمام امراض قبیحہ سے پاک کرلینا چاہئے۔

رمضان مبارک کا روزہ ہر عاقل و بالغ مسلمان پر (جو روزہ رکھنے کی قدرت رکھتا ہو) فرض کیا گیا ہے۔ اسی لئے روزۂ رمضان کا نہایت ذوق وشوق کے ساتھ اہتمام کیا جائے۔ اور اس فریضہ خداوندی کو اس کے ظاہری و باطنی آداب کے ساتھ بجا لایا جائے۔ حدیث میں ارشاد ہے کہ: جس شخص کا رمضان شریف کا روزہ فوت ہوگیا اگر وہ ساری عمر بھی روزے رکھتا رہے تب بھی اس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کسی مسلمان کو بغیر عذر صحیح کے روزہ کسی حال میں نہیں چھوڑنا چاہئے، یہ روزہ نفس امارہ کی اصلاح کے لئے تریاق اور شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے۔ اور رمضان مبارک کے پورے مہینے کے روزے (مع دیگر لوازم کے) دراصل حصول ولایت کا نصاب ہے۔ جو شخص اس نصاب پر پوری طرح حاوی ہوجائے۔ وہ **"لعلکم تتقون"** کے مطابق ولایت وتقویٰ کا کورس مکمل کرلیتا ہے۔

رمضان مبارک میں نماز باجماعت کا بھی بہت ہی اہتمام ہونا چاہئے، بلکہ ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ کم از کم رمضان مبارک کے مہینے میں اس کی کسی نماز کی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہونے پائے۔ فرض نمازوں کے علاوہ تراویح کی نماز خاص رمضان

مبارک کا تحفہ ہے۔ اس کی بھی پورے شوق و ذوق اور خشوع و خضوع کے ساتھ پابندی کی جائے۔

قرآن کریم کو رمضان مبارک سے خاص مناسبت ہے، کیونکہ قرآن کریم (اور دیگر آسمانی کتابیں اور کلام الٰہی بھی) رمضان مبارک ہی میں نازل ہوا، رمضان مبارک گویا قرآن کریم کی سالگرہ ہے۔ اس لئے اس ماہ مبارک میں قرآن کریم کی تلاوت کا جتنا بھی اہتمام کیا جائے کم ہے۔

حدیث میں اس ماہ مبارک میں تین باتوں کا اہتمام کرنے کی بطور خاص تاکید کی گئی ہے ایک کلمہ طیبہ ''لاالہ الا اللہ'' کی کثرت، دوسرے جنت کی درخواست کرنا، تیسرے دوزخ سے پناہ مانگنا۔ اس لئے ماہ مبارک میں ذکر و تسبیح، درود شریف کی کثرت ہونی چاہئے۔ خصوصاً کلمہ طیبہ کا ورد بہت زیادہ کیا جائے۔ اور حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ عالی میں جنت کی درخواست کرنے اور دوزخ سے نجات مانگنے کا بہت ہی اہتمام کیا جائے۔

رمضان مبارک کو مواسات اور ایک دوسرے کی غم خواری و خیر خواہی کا مہینہ بھی فرمایا گیا ہے۔ اس مہینے میں مومن کے دل میں ہمدردی و خیر خواہی اور کمزوروں کی خبر گیری و دادرسی کا جذبہ بڑھ جانا چاہئے، کوئی غریب و نادار آپ کے پڑوس میں آپ کی خیر خواہی سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔

اس کو حدیث پاک میں ''صبر اور ضبط نفس'' کا مہینہ بھی فرمایا گیا ہے۔ اسلئے صبر و استقامت اور ضبط نفس کی مشق کے لئے یہ مہینہ بہت موزون ہے کسی شخص کی جانب سے آپ کے ساتھ زیادتی ہو تو عفوو درگزر کیجئے، کوئی شخص ایذاء پہنچانے کی کوشش کرے تو انتقام کی فکر نہ کیجئے، کوئی درشت کلامی کے ساتھ پیش آئے تو اسے پی جایئے، اور جواب میں تلخی و ناگواری کا مظاہرہ کرنے سے گریز کیجئے۔

یہ چند اشارات ہیں جن کے مطابق ہمیں رمضان مبارک کے بابرکت ایام

گزارنے چاہئیں، واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسا انقلابی مہینہ ہے کہ اگر اس کے آداب کو صحیح طور پر بجا لایا جائے اور پوری امت اس کی برکتوں اور سعادتوں کو حاصل کرنے (مکمل طور سے حاصل کرنے) کی طرف متوجہ ہو جائے تو اس امت کی کایا پلٹ سکتی ہے، اور آسمان سے خیر و رحمت کے دائمی فیصلے نازل ہو سکتے ہیں، واللہ الموفق۔

آدابِ رمضان

ماہِ رمضان کی فضیلت:

ارشادِ خداوندی ہے:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ، فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ، وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ، یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ." (البقرۃ:۱۸۵)

ترجمہ:...... "ماہِ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا، جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے (ذریعہ) ہدایت ہے اور واضح الدلالت ہے، من جملہ ان کتب کے جو (ذریعہ) ہدایت (بھی) ہیں اور (حق و باطل میں) فیصلہ کرنے والی (بھی) ہیں۔ سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس (ماہ) میں روزہ رکھنا چاہئے، اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دُوسرے ایام کا (اتنا ہی) شمار (کر کے ان میں روزہ) رکھنا (اس پر واجب) ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ (اَحکام میں) آسانی

کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ (اَحکام و قوانین مقرّر کرنے میں) دُشواری منظور نہیں، اور تا کہ تم لوگ (ایام ادا یا قضا کی) شمار کی تکمیل کرلیا کرو (کہ ثواب میں کمی نہ رہے) لہٰذا تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (وثنا) بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو (ایک ایسا) طریقہ بتلا دیا (جس سے تم برکات وثمراتِ رمضان سے محروم نہ رہوگے) اور (عذر سے خاص رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اس لئے دے دی) تا کہ تم لوگ (اس نعمتِ آسانی پر اللہ کا) شکر ادا کیا کرو۔''

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

احادیثِ مبارکہ:

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں (اور ایک روایت میں ہے کہ: جنت کے دروازے۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ: رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں)، اور جہنم کے دروازے بند ہوجاتے ہیں، اور شیاطین پابندِ سلاسل کردیئے جاتے ہیں۔'' (بخاری ومسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم پر رمضان کا مبارک مہینہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کا روزہ فرض کیا ہے، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، اور سرکش شیطان قید کردیئے جاتے ہیں، اس میں اللہ کی (جانب سے) ایک ایسی رات (رکھی گئی) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس کی خیر سے محروم رہا، وہ محروم ہی رہا۔'' (احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب

رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کردیئے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، پس اس کا کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پس اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رہتا، اور ایک منادی کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرتا ہے کہ: اے خیر کے تلاش کرنے والے! آگے آ، اور اے شر کے تلاش کرنے والے! رُک جا۔ اور اللہ کی طرف سے بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کردیا جاتا ہے، اور یہ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے۔''

(احمد، ترمذی، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمیں خطبہ دیا، اس میں فرمایا: ''اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت والا، بڑا بابرکت مہینہ آرہا ہے، اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کا روزہ فرض کیا ہے، اور اس کے قیام (تراویح) کو نفل (یعنی سنتِ مؤکدہ) بنایا ہے، جو شخص اس میں کسی بھلائی کے (نفلی) کام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرّب حاصل کرے، وہ ایسا ہے کہ کسی نے غیر رمضان میں فرض ادا کیا، اور جس نے اس میں فرض ادا کیا، وہ ایسا ہے کہ کسی نے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے، یہ صبر کا مہینہ ہے، اور صبر کا ثواب جنت ہے، اور یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے، اس میں مؤمن کا رزق بڑھادیا جاتا ہے، اور جس نے اس میں کسی روزہ دار کا روزہ اِفطار کرایا تو وہ اس کے لئے اس کے گناہوں کی بخشش اور دوزخ سے اس کی گلوخلاصی کا ذریعہ ہے، اور اس کو بھی روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا، مگر روزہ دار کے ثواب میں ذرا بھی کمی نہ ہوگی۔'' ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص کو تو وہ چیز میسر نہیں جس سے روزہ اِفطار کرائے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائیں گے جس نے پانی ملے دُودھ کے گھونٹ سے، یا ایک کھجور سے، یا پانی کے گھونٹ سے روزہ اِفطار کرادیا،

اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا پلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (کوثر) سے پلائیں گے جس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے (اور جنت میں بھوک پیاس کا سوال ہی نہیں)، یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا پہلا حصہ رحمت، درمیان حصہ بخشش اور آخری حصہ دوزخ سے آزادی (کا) ہے۔ اور جس نے اس مہینے میں اپنے غلام (اور نوکر) کا کام ہلکا کیا، اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائیں گے، اور اسے دوزخ سے آزاد کردیں گے۔'' (بیہقی شعب الایمان، مشکوٰۃ)

حدیث:...... ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''رمضان کی خاطر جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے، سال کے سرے سے اگلے سال تک، پس جب رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے (جو) جنت کے پتوں سے (نکل کر) جنت کی حوروں پر (سے گزرتی ہے) تو وہ کہتی ہیں: اے ہمارے رَبّ! اپنے بندوں میں سے ہمارے ایسے شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں۔''

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان، ورواہ الطبرانی فی الکبیر والأوسط کما فی المجمع ج:۳ ص:۱۴۲)

حدیث:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے خود سنا ہے کہ: ''یہ رمضان آچکا ہے، اس میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہیں، اور شیاطین کو طوق پہنادیئے جاتے ہیں، ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو رمضان کا مہینہ پائے اور پھر اس کی بخشش نہ ہو۔'' جب اس مہینے میں بخشش نہ ہوئی تو کب ہوگی؟

(رواہ الطبرانی فی الأوسط، وفیہ الفضل بن عیسیٰ الرقاشی مجمع الزوائد ج:۳ ص:۱۴۳)

روزے کی فضیلت:

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ایمان کے جذبے سے اور طلبِ ثواب کی نیت

سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے گزشتہ گناہوں کی بخشش ہوگئی۔"

(بخاری ومسلم، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(نیک) عمل جو آدمی کرتا ہے تو (اس کے لئے عام قانون یہ ہے کہ) نیکی دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مگر روزہ اس (قانون) سے مستثنیٰ ہے (کہ اس کا ثواب ان اندازوں سے عطا نہیں کیا جاتا) کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کا (بے حد وحساب) بدلہ دوں گا، (اور روزے کے میرے لئے ہونے کا سبب یہ ہے کہ) وہ اپنی خواہش اور کھانے (پینے) کو محض میری (رضا) کی خاطر چھوڑتا ہے، روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت اِفطار کے وقت ہوتی ہے، اور دُوسری فرحت اپنے رَبّ سے ملاقات کے وقت ہوگی۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو (جو خلو معدہ کی وجہ سے آتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک (وعنبر) سے زیادہ خوشبودار ہے .... الخ۔" (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ)

حدیث:...... عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کرتے ہیں (یعنی قیامت کے دن کریں گے)، روزہ کہتا ہے: اے رَبّ! میں نے اس کو دن بھر کھانے پینے سے اور دیگر خواہشات سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے۔ اور قرآن کہتا ہے کہ: میں نے اس کو رات کی نیند سے محروم رکھا (کہ رات کی نماز میں قرآن کی تلاوت کرتا تھا) لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے، چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔" (بیہقی شعب الایمان، مشکوٰۃ)

رُؤیتِ ہلال:

حدیث:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان (کی تاریخوں) کی جس قدر نگہداشت فرماتے تھے، اس قدر

دُوسرے مہینوں کی نہیں (کیونکہ شعبان کے اختتام پر رمضان کے آغاز کا مدار ہے)، پھر رمضان کا چاند نظر آنے پر روزہ رکھتے تھے، اور اگر مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے (۲۹/شعبان کو چاند) نظر نہ آتا تو (شعبان کے) تیس دن پورے کرکے روزہ رکھتے تھے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہعلیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان کی خاطر شعبان کے چاند کا اہتمام کیا کرو۔'' (ترمذی، مشکوٰۃ)

سحری کھانا:

حدیث:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سحری کھایا کرو، کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔'' (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزے کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے (کہ اہلِ کتاب کو سو جانے کے بعد کھانا پینا ممنوع تھا، اور ہمیں صبحِ صادق کے طلوع ہونے سے پہلے تک اس کی اجازت ہے۔'' (مسلم، مشکوٰۃ)

غروب کے بعد اِفطار میں جلدی کرنا:

حدیث:...... حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک کہ (غروب کے بعد) اِفطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔''

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین غالب رہے گا، جب تک کہ لوگ اِفطار میں جلدی کرتے

رہیں گے، کیونکہ یہود ونصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔“ (ابوداؤد، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ: ”مجھے وہ بندے سب سے زیادہ محبوب ہیں جو اِفطار میں جلدی کرتے ہیں۔“ (ترمذی، مشکوٰۃ)

روزہ کس چیز سے اِفطار کیا جائے؟

حدیث:...... سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں کوئی شخص روزہ اِفطار کرے تو کھجور سے اِفطار کرے، کیونکہ وہ برکت ہے، اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے اِفطار کرلے، کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔“ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز (مغرب) سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ اِفطار کرتے تھے، اور اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک خرما کے چند دانوں سے اِفطار فرماتے تھے، اور اگر وہ بھی میسر نہ آتے تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔ (ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ)

اِفطار کی دُعا:

حدیث:...... ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ اِفطار کرتے تو فرماتے:

”ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ.“

ترجمہ:...... ”پیاس جاتی رہی، انتڑیاں تر ہوگئیں، اور اَجر اِن شاء اللہ ثابت ہوگیا۔“

حدیث:...... حضرت معاذ بن زہرہ فرماتے ہیں کہ: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ اِفطار کرتے تو یہ دُعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ بِکَ اٰمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ." (ابوداؤد مرسلاً، مشکوٰۃ)

ترجمہ:...... "اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا، اور تیرے رزق سے اِفطار کیا۔"

حدیث:...... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ: "رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے، اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا بے مراد نہیں رہتا۔"

(رواہ الطبرانی فی اوسط، وفیہ ہلال بن عبدالرحمٰن وھو ضعیف کما فی المجمع ج:۳ ص:۱۴۳)

حدیث:...... ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک رمضان کے ہر دن رات میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت سے لوگ (دوزخ سے) آزاد کئے جاتے ہیں، اور ہر مسلمان کی دن رات میں ایک دُعا قبول ہوتی ہے۔

(رواہ البزار وفیہ ابان بن عیاش وھو ضعیف، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۱۴۴)

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تین شخصوں کی دُعا رَدّ نہیں ہوتی، روزہ دار کی، یہاں تک کہ اِفطار کرے، حاکمِ عادل کی، اور مظلوم کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں سے اُوپر اُٹھالیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور رَبّ تعالیٰ فرماتے ہیں: میری عزّت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا، خواہ کچھ مدّت کے بعد کروں۔"

(احمد، ترمذی، ابنِ حبان، مشکوٰۃ، ترغیب)

حدیث:...... عبداللہ بن ابی ملیکہؒ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "روزہ دار کی دُعا اِفطار کے وقت رَدّ نہیں ہوتی۔" اور حضرت عبداللہؓ اِفطار کے وقت یہ دُعا کرتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ
کُلَّ شَیْءٍ اِنْ تَغْفِرَ لِیْ." (بیہقی، ترغیب)

ترجمہ:......"اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی اس رحمت کے طفیل جو ہر چیز پر حاوی ہے، کہ میری بخشش فرمادیجئے۔"

رمضان کا آخری عشرہ:

حدیث:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں ایسی عبادت ومحنت کرتے تھے جو دُوسرے اوقات میں نہیں ہوتی تھی۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لنگی مضبوط باندھ لیتے (یعنی کمر ہمت چست باندھ لیتے) خود بھی شب بیدار رہتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی بیدار رکھتے۔ (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ)

لیلۃ القدر:

حدیث:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک یہ مہینہ تم پر آیا ہے، اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہا، وہ ہر خیر سے محروم رہا، اور اس کی خیر سے کوئی شخص محروم نہیں رہے گا، سوائے بدقسمت اور حرمان نصیب کے۔"

(ابنِ ماجہ، واسنادہ حسن، انشاء اللہ، ترغیب)

حدیث:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں

تلاش کرو!'' (صحیح بخاری، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب لیلۃ القدر آتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں، اور ہر بندہ جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو (اس میں تلاوت، تسبیح وتہلیل اور نوافل سب شامل ہیں، الغرض کسی طریقے سے ذکر و عبادت میں مشغول ہو) اس کے لئے دُعائے رحمت کرتے ہیں۔'' (بیہقی شعب الایمان، مشکوٰۃ)

لیلۃ القدر کی دُعا:

حدیث:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ فرمایئے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو کیا پڑھوں؟ فرمایا: یہ دُعا پڑھا کرو:

''اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔''

(احمد، ترمذی، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ)

ترجمہ:......''اے اللہ! آپ بہت ہی معاف کرنے والے ہیں، معافی کو پسند فرماتے ہیں، پس مجھ کو بھی معاف کردیجئے۔''

بغیر عذر کے رمضان کا روزہ نہ رکھنا:

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے بغیر عذر اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو خواہ ساری عمر روزے رکھتا رہے، وہ اس کی تلافی نہیں کرسکتا (یعنی دُوسرے وقت میں روزہ رکھنے سے اگرچہ فرض ادا ہوجائے گا، مگر رمضان المبارک کی

برکت و فضیلت کا حاصل کرنا ممکن نہیں)۔" (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، دارمی، بخاری فی ترجمۃ الباب، مشکوٰۃ)

رمضان کے چار عمل:

حدیث:...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: "رمضان مبارک میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو، دو باتیں تو ایسی ہیں کہ تم ان کے ذریعہ اپنے ربّ کو راضی کروگے، اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان سے بے نیاز نہیں ہوسکتے، پہلی دو باتیں جن کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ کو راضی کروگے، یہ ہیں: "لا الٰہ الا اللہ" کی گواہی دینا اور اِستغفار کرنا، اور وہ دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں، یہ ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے پناہ مانگو۔"

(ابنِ خزیمہ، ترغیب)

تراویح:

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے، اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا، ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے گئے، اور جس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا، ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔" (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

اور ایک روایت میں ہے کہ: "اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔" (نسائی، ترغیب)

اِعتکاف:

حدیث:...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رمضان میں (آخری) دس دن کا اِعتکاف کیا، اس کو دو حج اور دو عمرے کا ثواب ہوگا۔'' (بیہقی، ترغیب)

حدیث:...... حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر ایک دن کا بھی اِعتکاف کیا، اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی تین خندقیں بنادیں گے کہ ہر خندق کا فاصلہ مشرق ومغرب سے زیادہ ہوگا۔'' (طبرانی اوسط، بیہقی، حاکم، ترغیب)

روزہ اِفطار کرانا:

حدیث:...... حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جس نے روزہ دار کا روزہ اِفطار کرایا یا کسی غازی کو سامانِ جہاد دیا، اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔''

(بیہقی شعب الایمان، بغوی شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

رمضان میں قرآنِ کریم کا دور اور جود وسخاوت:

حدیث:...... حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جود وسخا میں تمام انسانوں سے بڑھ کر تھے، اور رمضان المبارک میں جبکہ جبریل علیہ السلام آپؐ کے پاس آتے تھے، آپؐ کی سخاوت بہت ہی بڑھ جاتی تھی، جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپؐ کے پاس آتے تھے، پس آپؐ سے قرآنِ کریم کا دور کرتے تھے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیاضی وسخاوت اور نفع رسانی میں بادِ رحمت سے بھی بڑھ کر ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری)

روزہ دار کے لئے پرہیز:

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جس شخص نے (روزے کی حالت میں) بیہودہ باتیں

(مثلاً: غیبت، بہتان، تہمت، گالی گلوچ، لعن طعن، غلط بیانی وغیرہ) اور گناہ کا کام نہیں چھوڑا، تو اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔" (بخاری، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "کتنے ہی روزہ دار ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے سوائے (بھوک) پیاس کے کچھ حاصل نہیں (کیونکہ وہ روزے میں بھی بدگوئی، بدنظری اور بدعملی نہیں چھوڑتے)، اور کتنے ہی (رات کے تہجد میں) قیام کرنے والے ہیں، جن کو اپنے قیام سے ماسوا جاگنے کے کچھ حاصل نہیں۔" (دارمی، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "روزہ ڈھال ہے (کہ نفس و شیطان کے حملے سے بھی بچاتا ہے، اور گناہوں سے بھی باز رکھتا ہے، اور قیامت میں دوزخ کی آگ سے بھی بچائے گا)، پس جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ تو ناشائستہ بات کرے، نہ شور مچائے، پس اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ کرے یا لڑائی جھگڑا کرے تو (دِل میں کہے یا زبان سے اس کو) کہہ دے کہ: میں روزے سے ہوں! (اس لئے تجھ کو جواب نہیں دے سکتا کہ روزہ اس سے مانع ہے)۔" (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حدیث:...... حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "روزہ ڈھال ہے، جب تک کہ اس کو پھاڑے نہیں۔"
(نسائی، ابنِ خزیمہ، بیہقی، ترغیب)

اور ایک روایت میں ہے کہ: عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ ڈھال کس چیز سے پھٹ جاتی ہے؟ فرمایا: "جھوٹ اور غیبت سے!"

(طبرانی الاوسط عن ابی ہریرہؓ، ترغیب)

حدیث:...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے رمضان کا روزہ رکھا، اور اس کی حدود کو پہچانا،

اور جن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے ان سے پرہیز کیا، تو یہ روزہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگا۔" (صحیح ابنِ حبان، بیہقی، ترغیب)

دو عورتوں کا قصہ:

حدیث:...... حضرت عبید رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد شدہ غلام، کہتے ہیں کہ: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: یہاں دو عورتوں نے روزہ رکھا ہوا ہے، اور وہ پیاس کی شدّت سے مرنے کے قریب پہنچ گئی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اور اِعراض فرمایا، اس نے دوبارہ عرض کیا (غالباً دوپہر کا وقت تھا) کہ: یا رسول اللہ! بخدا! وہ تو مرچکی ہوں گی یا مرنے کے قریب ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا پیالہ منگوایا، اور ایک سے فرمایا کہ اس میں قے کرے، اس نے خون، پیپ اور تازہ گوشت وغیرہ کی قے کی، جس سے آدھا پیالہ بھر گیا، پھر دُوسری کو قے کرنے کا حکم فرمایا، اس کی قے میں بھی خون، پیپ اور گوشت نکلا، جس سے پیالہ بھر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں سے تو روزہ رکھا، اور حرام کی ہوئی چیز سے روزہ خراب کرلیا کہ ایک دُوسری کے پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھانے لگیں (یعنی غیبت کرنے لگیں)۔"

(مسندِ احمد ج:۵ ص:۴۳۰، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۱۷۱)

روزے کے درجات:

حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ: روزے کے تین درجے ہیں۔ ۱:عام۔ ۲:خاص۔ ۳:خاص الخاص۔ عام روزہ تو یہی ہے کہ شکم اور شرم گاہ کے تقاضوں سے پرہیز کرے، جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ اور خاص روزہ یہ ہے کہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضاء کو گناہوں سے بچائے، یہ صالحین کا روزہ ہے، اور اس میں چھ باتوں کا اہتمام لازم ہے:

اوّل:...... آنکھ کی حفاظت، کہ آنکھ کو ہر مذموم ومکروہ اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے

غافل کرنے والی چیز سے بچائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''نظر، شیطان کے تیروں میں سے ایک زہر میں بجھا ہوا تیر ہے، پس جس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے نظرِ بد کو ترک کردیا، اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان نصیب فرمائیں گے کہ اس کی حلاوت (شیرینی) اپنے دِل میں محسوس کرے گا۔'' (رواہ الحاکم ج:۴ ص:۳۱۴)

دوم:...... زبان کی حفاظت، کہ بیہودہ گوئی، جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم اور لڑائی جھگڑے سے اسے محفوظ رکھے، اسے خاموشی کا پابند بنائے اور ذکر و تلاوت میں مشغول رکھے، یہ زبان کا روزہ ہے۔ سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ: غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مجاہدؒ کہتے ہیں کہ: غیبت اور جھوٹ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''روزہ ڈھال ہے، پس جب تم میں کسی کا روزہ ہو تو نہ کوئی بیہودہ بات کرے، نہ جہالت کا کوئی کام کرے، اور اگر اس سے کوئی شخص لڑے جھگڑے یا اسے گالی دے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے۔'' (صحاح)

سوم:...... کان کی حفاظت، کہ حرام اور مکروہ چیزوں کے سننے سے پرہیز رکھے، کیونکہ جو بات زبان سے کہنا حرام ہے، اس کا سننا بھی حرام ہے۔

چہارم:...... بقیہ اعضاء کی حفاظت، کہ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کو حرام اور مکروہ کاموں سے محفوظ رکھے، اور اِفطار کے وقت پیٹ میں کوئی مشتبہ چیز نہ ڈالے، کیونکہ اس کے کوئی معنی نہیں کہ دن بھر تو حلال سے روزہ رکھا اور شام کو حرام چیز سے روزہ کھولا۔

پنجم:...... اِفطار کے وقت حلال کھانا بھی اس قدر نہ کھائے کہ ناک تک آجائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں، جس کو آدمی بھرے۔'' (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ والحاکم من حدیث مقدام بن معدیکربؓ) اور جب شام کو دن بھر کی ساری کسر پوری کرلی تو روزہ سے شیطان کو مغلوب کرنے اور نفس کی شہوانی قوت توڑنے کا مقصد کیونکر حاصل ہوگا؟

ششم:...... اِفطار کے وقت اس کی حالت خوف و رجا کے درمیان مضطرب رہے کہ نہ معلوم اس کا روزہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوا یا مرُدود؟ پہلی صورت میں یہ شخص مقرّبِ بارگاہ بن گیا، اور دُوسری صورت میں مطرود و مرُدود ہوا، یہی کیفیت ہر عبادت کے بعد ہونی چاہئے۔

اور خاص الخاص روزہ یہ ہے کہ دُنیوی افکار سے قلب کا روزہ ہو، اور ماسوا اللہ سے اس کو بالکل ہی روک دیا جائے، البتہ جو دُنیا کہ دین کے لئے مقصود ہو وہ تو دُنیا ہی نہیں، بلکہ توشۂ آخرت ہے۔ بہرحال ذکرِ الٰہی اور فکرِ آخرت کو چھوڑ کر دیگر اُمور میں قلب کے مشغول ہونے سے یہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اربابِ قلوب کا قول ہے کہ دن کے وقت کاروبار کی اس واسطے فکر کرنا کہ شام کو اِفطاری مہیا ہوجائے، یہ بھی ایک درجے کی خطا ہے، گویا اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رزقِ موعود پر اس شخص کو وثوق اور اعتماد نہیں، یہ انبیاء، صدیقین اور مقربین کا روزہ ہے۔

(احیاء العلوم ج:۲ ص:۱۶۸، ۱۶۹ ملخصاً)

روزے میں کوتاہیاں:

حضرت حکیم الأمت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ نے ''اصلاح انقلاب'' میں تفصیل سے ان کوتاہیوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو روزے کے بارے میں کی جاتی ہیں، اس کتاب کا مطالعہ کرکے ان تمام کوتاہیوں کی اصلاح کرنی چاہئے، یہاں بھی اس کے ایک دو اقتباس نقل کئے جاتے ہیں، راقم الحروف کے سامنے مولانا عبدالباری ندوی کی ''جامع المجد دین'' ہے، ذیل کے اقتباسات اسی سے منتخب کئے گئے ہیں:

> ''بہت سے لوگ بلا کسی قوی عذر کے روزہ نہیں رکھتے، ان میں سے بعض تو محض کم ہمتی کی وجہ سے نہیں رکھتے، ایسے ہی ایک شخص کو، جس نے عمر بھر روزہ نہ رکھا تھا اور سمجھتا تھا

کہ پورا نہ کرسکے گا، کہا گیا کہ تم بطور امتحان ہی رکھ کر دیکھ لو، چنانچہ رکھا اور پورا ہوگیا، پھر اس کی ہمت بندھ گئی اور رکھنے لگا۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ رکھ کر بھی نہ دیکھا تھا اور پختہ یقین کر بیٹھا تھا کہ کبھی رکھا ہی نہ جاوے گا۔ یہ لوگ سوچ کر دیکھیں کہ اگر طبیب کہہ دے کہ آج دن بھر نہ کچھ کھاؤ نہ پیو، ورنہ فلاں مہلک مرض ہوجائے گا، تو اس نے ایک ہی دن کے لئے کہا، یہ دو دن نہ کھاوے گا، کہ احتیاط اسی میں ہے۔ افسوس! خدا تعالیٰ صرف دن دن کا کھانا چھڑاویں اور کھانے پینے سے عذابِ مہلک کی وعید فرمائیں اور ان کے قول کی طبیب کے برابر بھی وقعت نہ ہو؟ انا للہ!“

”بعضوں کی یہ بے وقعتی اس بدعقیدگی تک پہنچ جاتی ہے کہ روزہ کی ضرورت ہی کا طرح طرح سے انکار کرنے لگتے ہیں، مثلاً: روزہ قوتِ بہیمیہ کے توڑنے یا تہذیبِ نفس کے لئے ہے، اور ہم علم کی بدولت یہ تہذیب حاصل کرچکے ہیں......“

”اور بعضے تہذیب سے بھی گزر کر گستاخی اور تمسخر کے کلمات کہتے ہیں، مثلاً: ”روزہ وہ شخص رکھے جس کے گھر کھانے کو نہ ہو“ یا ”بھائی ہم سے بھوکا نہیں مرا جاتا“ سو یہ دونوں فریق بوجہ انکارِ فرضیتِ صوم، زُمرۂ کفار میں داخل ہیں، اور پہلے فریق کا قول محض ”ایمان شکن“ ہے، اور دُوسرے کا ”ایمان شکن“ بھی اور ”دِل شکن“ بھی......“

”اور بعض بلا عذر تو روزہ ترک نہیں کرتے، مگر اس کی تمیز نہیں کرتے کہ یہ عذر شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ ادنیٰ بہانے سے

اِفطار کردیتے ہیں، مثلاً: خواہ ایک ہی منزل کا سفر ہو، روزہ اِفطار کردیا، کچھ محنت مزدوری کا کام ہوا، روزہ چھوڑ دیا۔ ایک طرح سے یہ بلا عذر روزہ توڑنے والوں سے بھی زیادہ قابلِ مذمت ہیں، کیونکہ یہ لوگ اپنے کو معذور جان کر بے گناہ سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ شرعاً معذور نہیں اس لئے گناہگار ہوں گے۔''

''بعضے لوگوں کا اِفطار تو عذرِ شرعی سے ہوتا ہے، مگر ان سے یہ کوتاہی ہوتی ہے کہ بعض اوقات اس عذر کے رفع ہونے کے وقت کسی قدر دن باقی ہوتا ہے، اور شرعاً بقیہ دن میں اِمساک، یعنی کھانے پینے سے بند رہنا واجب ہوتا ہے، مگر وہ اس کی پروا نہیں کرتے، مثلاً: سفرِ شرعی سے ظہر کے وقت واپس آ گیا، یا عورت حیض سے ظہر کے وقت پاک ہوگئی، تو ان کو شام تک کھانا پینا نہ چاہئے۔ علاج اس کا مسائل و اَحکام کی تعلیم و تعلّم ہے۔''

''بعض لوگ خود تو روزہ رکھتے ہیں، لیکن بچوں سے (باوجود ان کے روزہ رکھنے کے قابل ہونے کے) نہیں رکھواتے۔ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ عدمِ بلوغ میں بچوں پر روزہ رکھنا تو واجب نہیں، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے اولیاء پر بھی رکھوانا واجب نہ ہو، جس طرح نماز کے لئے باوجود عدمِ بلوغ کے ان کو تاکید کرنا بلکہ مارنا ضروری ہے، اسی طرح روزے کے لئے بھی ..... اتنا فرق ہے کہ نماز میں عمر کی قید ہے اور روزہ میں تحمل پر مدار ہے (کہ بچہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو)، اور راز اس میں یہ ہے کہ کسی کام کا دفعۃً پابند ہونا دُشوار

ہوتا ہے، تو اگر بالغ ہونے کے بعد ہی تمام اَحکام شروع ہوں تو ایک بارگی زیادہ بوجھ پڑ جائے گا، اس لئے شریعت کی رحمت ہے کہ پہلے ہی سے آہستہ آہستہ سب اَحکام کا خوگر بنانے کا قانون مقرّر کیا۔‘‘

’’بعض لوگ نفسِ روزہ میں تو اِفراط و تفریط نہیں کرتے، لیکن روزہ محض صورت کا نام سمجھ کر صبح سے شام تک صرف جوفین (پیٹ اور شرم گاہ) کو بند رکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ حالانکہ روزے کی نفسِ صورت کے مقصود ہونے کے ساتھ اور بھی حکمتیں ہیں، جن کی طرف قرآن مجید میں اشارہ بلکہ صراحت ہے کہ: ’’لعلکم تتقون‘‘ ان سب کو نظرانداز کرکے اپنے صوم کو ’’جسدِ بے رُوح‘‘ بنالیتے ہیں۔ خلاصہ ان حکمتوں کا معاصی و منہیات سے بچنا ہے، سو ظاہر ہے کہ اکثر لوگ روزہ میں بھی معاصی سے نہیں بچتے، اگر غیبت کی عادت تھی، تو وہ بدستور رہتی ہے، اگر بدنگاہی کے خوگر تھے، وہ نہیں چھوڑتے، اگر حقوق العباد کی کوتاہیوں میں مبتلا تھے، ان کی صفائی نہیں کرتے، بلکہ بعض کے معاصی تو غالباً بڑھ جاتے ہیں، کہیں دوستوں میں جابیٹھے کہ روزہ بہلے گا، اور باتیں شروع کیں، جن میں زیادہ حصہ غیبت کا ہوگا، یا چوسر، گنجفہ، تاش، ہارمونیم، گراموفون لے بیٹھے اور دن پورا کردیا۔ بھلا اس روزے کا کوئی معتد بہ حاصل کیا؟ اتنی بات عقل سے سمجھ میں نہیں آتی کہ کھانا پینا، جو فی نفسہٖ مباح ہے، جب روزے میں وہ حرام ہوگیا، تو غیبت وغیرہ دُوسرے معاصی، جو فی نفسہٖ بھی حرام ہیں، وہ روزے میں کس

قدر سخت حرام ہوں گے! حدیث میں ہے کہ: ”جو شخص بدگفتاری و بدکرداری نہ چھوڑے، خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔“ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ بالکل روزہ ہی نہ ہوگا، لہٰذا رکھنے ہی سے کیا فائدہ؟ روزہ تو ہوجائے گا، لیکن ادنیٰ درجے کا۔

جیسے اندھا، لنگڑا، کانا، گنجا، اپاہج آدمی، آدمی تو ہوتا ہے، مگر ناقص۔ لہٰذا روزہ نہ رکھنا اس سے بھی اشد ہے، کیونکہ ذات کا سلب، صفات کے سلب سے سخت تر ہے۔“

پھر حضرتؒ نے روزے کو خراب کرنے والے گناہوں (غیبت وغیرہ) سے بچنے کی تدبیر بھی بتلائی جو صرف تین باتوں پر مشتمل ہے، اور ان پر عمل کرنا بہت ہی آسان ہے:

”خلق سے بلاضرورت تنہا اور یکسو رہنا، کسی اچھے شغل مثلاً: تلاوت وغیرہ میں لگے رہنا اور نفس کو سمجھانا، یعنی وقتاً فوقتاً یہ دھیان کرتے رہنا کہ ذرا سی لذّت کے لئے صبح سے شام تک کی مشقت کو کیوں ضائع کیا جائے؟ اور تجربہ ہے کہ نفس پھسلانے سے بہت کام کرتا ہے، سو نفس کو یوں پھسلاوے کہ ایک مہینے کے لئے تو ان باتوں کی پابندی کرلے، پھر دیکھا جائے گا۔ پھر یہ بھی تجربہ ہے کہ جس طرز پر آدمی ایک مدّت رہ چکا ہو، وہ آسان ہوجاتا ہے، بالخصوص اہلِ باطن کو رمضان میں یہ حالت زیادہ مدرک ہوتی ہے کہ اس مہینے میں جو اعمالِ صالحہ کئے ہوتے ہیں سال بھر ان کی توفیق رہتی ہے۔“

رمضان المبارک میں خاص اعمال

رمضان المبارک میں تراویح،روزہ،اعتکاف کی عبادتوں کے علاوہ ان اعمال کی طرف بھی خصوصی توجہ ہونی چاہئے۔

رمضان اور قرآن:

رمضان میں قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام بڑھ جانا چاہئے، ویسے بھی مسلمانوں کو قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہئے،لیکن رمضان میں اس کا اہتمام اور بڑھ جانا چاہئے، جبرئیل علیہ السلام، ہر رمضان میں آکر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے تھے، جیسے دو حافظ بیٹھ کر دور کرتے ہیں، چنانچہ فرمایا: "کَانَ یُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ." (بخاری ج:۱ ص:۳) یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدارست کرتے تھے، اور دور کرتے تھے، جبرئیلؑ سناتے تھے، رسول اللہ ﷺ سنتے تھے اور رسول اللہ ﷺ سناتے تھے اور جبرئیلؑ سنتے تھے۔

کیا شان تھی کہ جبرئیل امین کے ساتھ دور ہوتا تھا۔ تو رمضان کا مہینہ تو قرآن کریم کے دور کا ہے، رمضان میں کثرت سے تلاوت کرو، اس لئے کہ رمضان مبارک کا اور قرآن کریم کا خاص جوڑ ہے۔

کلام اللہ پڑھنے سے کئی فائدے نصیب ہوجاتے ہیں، تین چار عبادتیں اس میں شریک ہوتی ہیں اور یہ بہت باعث برکت ہیں، یعنی دل میں عقیدت، عظمت و محبت اور یہ خیال کرکے پڑھنے سے کہ اللہ پاک سے ہم کلامی کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، یہ دل کی عبادت ہے، زبان بھی تکلم کرتی ہے یہ زبان کی عبادت ہے، کان سنتے ہیں اور آنکھیں کلام الٰہی کی عبارت کے نقوش کی زیارت کرتی ہیں تو ان تمام اعضأ کی عبادت کا جداگانہ ثواب ملتا ہے، ان اعضأ کا اس سے زیادہ اور کیا صحیح مصرف ہوسکتا ہے؟ اور یہ سعادتیں ہی نہیں بلکہ ان میں تجلیاتِ الٰہی مضمر ہیں، نور حاصل ہوتا ہے اور نور کے معنی روشنی کے نہیں بلکہ طمانیت قلب ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب ہے۔

تو قرآن کریم کی تلاوت جہاں تک ہوسکے کرو، جتنی ہمت ہے، ہر ایک کی ہمت الگ الگ ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ ایک قرآن مجید دن کو پڑھا کرتے تھے، ایک قرآن مجید رات کو پڑھا کرتے تھے، ایک قرآن مجید تراویح میں پڑھا کرتے تھے، پورے رمضان میں اکسٹھ قرآن مجید پڑھتے تھے۔ یہی طریقہ امام شافعیؒ کا بھی تھا اور امام بخاریؒ کا بھی تھا، یہ ہمارے وہ بزرگ تھے جن کو ہم اپنا مقتدیٰ سمجھتے ہیں، ہمارے امام حضرت امام ابوحنیفہؒ مدینہ طیبہ تشریف لے جاتے تھے تو تین دن وہاں قیام فرماتے، تین دن نہ کھانا، نہ پینا، نہ پیشاب، نہ پاخانہ اور فرماتے تھے کہ بھئی اس سے زیادہ کا تحمل نہیں، ورنہ رسول اللہ ﷺ کے شہر میں گندگی پھیلانا، حیأ کے خلاف ہے، شرم آتی ہے، یہ ہمارے وہ بزرگ ہیں جن پر ہم فخر کرتے ہیں، ظاہر بات ہے کہ ہم ان کی ریس نہیں کرسکتے۔

رمضان اور ذکر

تلاوت کلام اللہ سے اگر تھک جائیں تو عادت ڈالیں کہ کلمہ طیبہ کی تکرار زبان پر ہو، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ان متبرک دنوں میں جب عادت پڑجائے گی تو

انشاءاللہ ہمیشہ کام آئے گی، لا الٰہ الا اللہ دس پندرہ بار پڑھے اور پھر ایک مرتبہ محمد رسول اللہ ﷺ۔

رمضان اور درود:

ایک اور چیز جس کا بطور خاص رمضان میں اہتمام کرنا چاہئے وہ یہ ہے، درود شریف کا پڑھنا یعنی کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھو، اور یہ یاد رکھو کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالی میں سب سے بڑا تحفہ درود شریف کا ہے، حضور ﷺ کو تحفہ بھیجنا چاہتے ہو؟ ہاں چاہتے تو ہو، لیکن تمہیں معلوم نہیں، ایک تو تمہیں پتہ معلوم نہیں کہ کیا پتہ لکھیں، اور دوسرے تمہیں یہ معلوم نہیں کہ انہیں کون سی چیز زیادہ پسند ہوگی کہ ہم وہ بھیج دیں، پتہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے جب تم کہہ دو گے: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ" تو فوراً خود بخود لفافے میں بند ہو کر مہر لگ جائے گی، اور رسول ﷺ کے پاس پہنچ جائے گا، اس لئے کہ حدیث پاک میں ہے:

"عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ."

(مشکوٰۃ ص:۸۷ بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری قبر پر آکر مجھے سلام کرے، صلوٰۃ پڑھے اور درود شریف پڑھے، میں اس کو اپنے کانوں سے سنتا ہوں، سبحان اللہ! کیا شان ہے؟ وہاں جا کر کے کہو: "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ." مزہ تو آئے، یہاں مسجد کے لاؤڈ اسپیکروں پر کہتے ہو، کیا مزہ ہے، جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا؟ جاؤ وہاں جا کر کے کہو "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ." جالیوں کے سامنے

کھڑے ہوکر کہو، کیونکہ آپ نے فرمایا: جو شخص میری قبر پر سلام کہے اور صلوٰۃ بھیجے درود شریف بھیجے، میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو شخص کہ دور سے سلام کہے یا درود شریف بھیجے مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا:

”عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً
سَيَّاحِيْنَ فِيْ الْاَرْضِ. يُبَلِّغُوْنِيْ مِنْ اُمَّتِيَ السَّلَامُ.“
(نسائی حدیث:۱۲۸۱)

ترجمہ:...... ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے اس کام پر مقرر ہیں کہ وہ زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کا جو شخص جس وقت درود پڑھے، وہ فوراً لے کر مجھ تک پہنچاتے ہیں۔“

لیجئے پتہ بھی میں نے بتا دیا، ایڈریس کیا لکھو گے؟ یہ میں نے بتا دیا، اب تمہیں تحفہ بھی بتا دیا کہ سب سے محبوب ترین تحفہ، آنحضرت ﷺ کی بارگاہ عالی میں درود شریف کا ہے۔

جتنا ہو سکے اور جتنا تم میں تب و تاب ہے اللہ کے ذکر، تلاوت اور درود شریف کے لئے زبان کو استعمال کرو،

رمضان اور دعا

رمضان المبارک میں ایک خاص اہتمام دعا والتجا کا کیا جائے،

رمضان المبارک کے اعمال میں سے خصوصیت کے ساتھ ایک عمل یہ بھی ہے یعنی دعا و التجا، اللہ تعالیٰ سے مانگنا اور گڑ گڑانا۔ اور اللہ سے مانگنے کا بھی ایک طریقہ ہے اس کے بھی کچھ آداب ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے پوچھا تھا، :"یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! اَقَرِیْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِیْہِ اَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْہِ؟" یعنی یا رسول اللہ! کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس سے آہستہ آہستہ سرگوشی کے انداز میں بات کریں؟ یا دور ہے تا کہ ہم اس کو پکار کر کہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ." (البقرۃ)

ترجمہ:......"جب میرے بندے، میرے بارے میں آپ سے پوچھیں، تو ان کو بتادو کہ میں قریب ہوں، میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے، سو ان کو چاہئے کہ میری بات ہی مانیں، مجھ پر ایمان اور یقین رکھیں، ہوسکتا ہے کہ ان کا بھلا ہوجائے ان کو رشد وہدایت مل جائے۔"

یہاں ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ آیت روزہ اور رمضان کے تذکرے کے بیچ میں آگئی ہے، اس آیت سے پہلے بھی رمضان کے روزہ کا تذکرہ ہے اور بعد میں بھی اسی کے مسائل ذکر ہورہے ہیں، مگر درمیان میں اللہ تبارک وتعالیٰ اس دعا والی آیت کو لے آئے ہیں، تو میں اسی دعا کے سلسلے میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رمضان المبارک میں ایک خاص اہتمام دعا و التجا کا کیا جائے، یعنی اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا اور یہ مانگنا بھی مانگنے کے انداز میں ہو۔

بندہ مؤمن کی شان یہ ہونی چاہئے کہ جب وہ ایک بار ہاتھ اٹھالے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی مان لیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مؤمن کی اتنی وجاہت تو کم از کم ہونی چاہئے، ورنہ انسان کی وجاہت کیا ہوسکتی ہے؟ قطرۂ ناپاک سے پیدا ہونے والے کی عزت کیا ہے؟ اس کی کوئی عزت نہیں ہے، لیکن جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کی

اطاعت، فرمانبرداری، عبدیت اور بندگی بڑھتی جائے گی، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی اتنی ہی وجاہت بھی بڑھتی جائے گی، ایک بزرگ اپنی مناجات میں فرما رہے تھے:

"اے بادشاہوں کے بادشاہ! چار تحفے آپ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے لایا ہوں، جو آپ کے پاس نہیں ہیں، آپ کے خزانے میں نہیں ہیں۔ ایک عاجزی، دوسری بے کسی، تیسرے گناہ اور چوتھے توبہ، یہ آپ کے پاس نہیں ہیں،

یہ بندوں کی شان ہے، خدا کی شان نہیں ہے، یہ چار تحفے ہیں جو بندے کی طرف سے خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔

اللہ کے سامنے اپنی عبدیت کا اظہار کرو، اپنے کو مٹاؤ، اپنی نفی کرو، اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھو اور جتنا اس میدان میں آگے بڑھو گے، اتنا اتنا عجز و انکسار کا استحضار ہوتا جائے گا اور اپنی بے کسی کا اظہار ہوگا۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ کی کچھ تو وجاہت ہونی ہی چاہئے اللہ تعالیٰ کے ہاں، لیکن وجاہت بڑا بننے سے نہیں ہوتی کہ مونچھوں کو تاؤ دے لو اور کالر رکھوالو، تو تم اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے بن جاؤ گے؟ بڑے خان صاحب کہلانے سے اللہ کے ہاں بڑے نہیں بنو گے، بلکہ اپنے آپ کو جتنا ذلیل سمجھو گے، اور اپنے آپ کو جتنا مٹاؤ گے، اتنے ہی اللہ کے ہاں بڑے بنو گے، تمہاری عاجزی اور بے کسی کی کیفیت جتنی بڑھتی جائے گی، اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری وجاہت اتنی بڑھتی جائے گی، اور جس قدر اپنے اوپر ہستی کی تہمت رکھو گے، اسی قدر اللہ تعالیٰ کی نظر سے گرتے جاؤ گے، عاجزی و بے کسی، توبہ اور گناہ بس یہ چار ہتھیار ہیں، بندہ مؤمن کے پاس، جتنا ان میں کمال پیدا ہوتا جائے گا، اتنی ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں وجاہت بڑھتی جائے گی، دعا مانگنے کے لئے تمہاری، اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایسی عزت ہونی چاہئے۔

دعائیں تو سب کی منظور ہوتی ہیں، شاہ تاج الدین ابن عطا اللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں لکھا ہے وہ فرماتے ہیں: کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے

ہاتھ اٹھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ ان کا کام جلدی کردو، ان کا ہاتھ اٹھانا مجھے اچھا نہیں لگتا، اس کا کام جلدی نمٹادو، کام ہوجائے گا تو ہاتھ اٹھانا بند کردے گا، مگر بعض بندے ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ اللہ سے ہاتھ اٹھا کر کوئی دعا مانگتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اس کا کام ذرا تاخیر سے کرنا، اس کا ہاتھ اٹھانا مجھے بہت اچھا لگتا ہے، جی چاہتا ہے کہ ہاتھ اٹھائے رکھے، اٹھائے رکھے، تمہیں تمہارے مالک کے ہاں سے ملے، نہ ملے، اور کیوں نہ ملے؟ ضرور ملے گا! لیکن تمہارا ہاتھ اٹھانا اللہ کو بہت اچھا لگتا ہے، کاش! ہم ایسے بن جائیں کہ ہمارا ہاتھ اٹھانا اللہ کو محبوب بن جائے، اور کیا تمہارے مانگنے پر دیں گے؟ نہیں۔ بھولتے ہو، وہ تو تمہارے بنانے سے پہلے دینے کا وعدہ کرچکے ہیں۔

تمہاری ضرورتوں اور تمہاری حاجتوں کو جانتا ہے، سوال یہ ہے کہ پھر یہ ہاتھ کیوں اٹھاتے ہیں؟ مانگتے کیوں ہیں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارا مانگنا اچھا لگتا ہے، ہمارا ہاتھ اٹھانا اس کو پسند آتا ہے، فقیر کا کام ہے مانگنا، اگر ہم مانگیں نہیں، اگر ہم ہاتھ نہ اٹھائیں، تو کیسے پتہ چلے گا کہ ہم فقیر ہیں؟ جیسا کہ ارشاد ہے: "یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ." (فاطر:۱۵) لوگو! تم سب کے سب اللہ کے فقیر ہو، اور اللہ تعالیٰ غنی وحمید ہے، فقہاءؒ کہتے ہیں کہ فقیر اس کو کہتے ہیں جس کے پاس کوئی شے نہ ہو، اس کو فقیر کہتے ہیں، اور جس کے پاس تھوڑا ہو مگر نصاب کے برابر نہ ہو، تو اس کو مسکین کہتے ہیں، فقیر فقر سے ہے اور فقر کے معنی خالی ہونے کے ہیں۔

خیر یہ تو چونکہ درمیان میں بات آگئی اور میں نے کہہ دی۔ تو رمضان المبارک کا تذکرہ چل رہا تھا اس کے آگے بھی اور پیچھے بھی، درمیان میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمادیا، شاید اس لئے کہ معلوم ہوجائے کہ رمضان المبارک کے اعمال سے

خصوصیت کے ساتھ ایک عمل یہ بھی ہے یعنی دعا و التجا، اللہ تعالیٰ سے مانگنا اور گڑگڑانا۔ پھر مانگنے کی مختلف شکلیں ہیں۔ ایک مانگنا دل سے ہوتا ہے، ایک مانگنا زبان سے ہوتا ہے، اور ایک مانگنا پورے وجود سے ہوتا ہے، ہمارا پورا وجود سراپا سوال بن جائے اور اللہ تعالیٰ سے اس طرح مانگو، اس کا اہتمام کرو، اور حافظ شیرازیؒ کی نصیحت یاد رکھو: (حافظ تمہارا کام صرف دعا مانگنا ہے، اس فکر میں نہ پڑا کرو کہ سنی بھی کہ نہیں سنی۔) یہ ان کا کام ہے ان پر رہنے دو، تم اپنا کام کرو۔ کہاوت ہے کہ! ''اَلْحَائِکُ یُصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ ثُمَّ یَنْتَظِرُ الْوَحْیَ.'' (جولاہا دو رکعت پڑھ لیتا ہے اور وحی کے انتظار میں ہوتا ہے) کہ اب جبرائیل علیہ السلام راستے میں ہوں گے، ایک دفعہ کہیں الٹی سیدھی دعا مانگ لی، یعنی دل کہیں دماغ کہیں؟ اور لگے انتظار میں کہ اب دعا قبول ہوتی ہے اور جبرائیل علیہ سلام ابھی قبولیت کا پیغام لے کر آتے ہوں گے کہ تمہاری دعا قبول ہوگئی، اس فکر میں نہ پڑو کہ قبول ہوئی کہ نہیں ہوئی؟ سنی ہے یا نہیں سنی؟ سنانا تمہارا کام نہیں، مانگنا تمہارا کام ہے، بلکہ صرف اور صرف مانگنا تمہارا کام ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ دعا ہر آدمی کی قبول ہوتی ہے:

''عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: یُسْتَجَابُ لِاَحَدِکُمْ مَا لَمْ یُعَجِّلْ. یَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ.'' (ترمذی ص:۱۷۴)

آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ جلد بازی نہ کرے، (عرض کیا گیا: یارسول اللہ! جلد بازی سے کیا مراد ہے؟) فرمایا کہ یوں کہنے لگے کہ میں نے بہت مانگا مگر ملتا ہی نہیں، اور تھک ہار کر مانگنا چھوڑ دیا۔ اچھا چھوڑ دیا؟ تو پھر اب کسی اور خدا کی تلاش ہے؟ کسی اور خدا کو تلاش کرو گے؟ اور اس سے مانگو گے؟ بھائی بنیادی غلطی یہاں سے لگی کہ تم اس فکر میں لگ گئے کہ منظور ہوئی یا نہیں؟ جب تم نے ہاتھ اٹھالئے، منظور ہوگئی، بس ختم! اب یہ ان پر چھوڑ

دو کہ تمہاری دعا کی قبولیت کو کس شکل میں ظاہر فرماتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ایک تو دعاؤں کا التزام کرو، اللہ تعالیٰ سے مانگو، اپنے لئے بھی مانگو اور اپنے والدین کے لئے بھی مانگو، اپنے عزیز و اقارب کے لئے بھی مانگو، اور پوری امت کے لئے مانگو۔

تمہاری کوئی دعا اس قرآنی دعا سے خالی نہیں ہونی چاہئے:

”رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُفٌ الرَّحِيْمٌ۔“ (الحشر:۱۰)

ترجمہ:......”اے ہمارے پروردگار! ہماری بخشش فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے سبقت لے گئے ایمان کے ساتھ اور نہ رکھئے ہمارے دلوں میں کینہ ایمان والوں کی جانب سے (خدا کرے ہمارے سینے میں کسی مؤمن کی جانب سے کینہ نہ رہے بغض دشمنی اور عداوت اللہ کے دشمنوں سے ہو، اللہ کے دوستوں سے نہیں، کسی اللہ کے دوست سے ہمارے دل میں بغض اور کینہ نہ ہو) اے ہمارے پروردگار! تو بہت ہی بخشنے والا، شفقت کرنے والا، بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔“

رمضان المبارک میں توبہ و استغفار

رمضان میں جی بھر کر چار پانچ دن اپنے عمر بھر کے تمام گناہوں سے توبہ کرو، جتنے گناہ یاد اور تصور میں آسکیں اور جہاں جہاں نفس و شیطان سے مغلوب رہے ہو، چاہے وہ دل کا گناہ ہو، آنکھ کا، زبان کا یا کان کا، سب ندامت قلب کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں پیش کردو، اور کہو کہ اب وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے، یا

اللہ! ہم کو معاف فرما دیجئے، ہر وہ بات جو قابلِ مؤاخذہ ہو معاف فرما دیجئے، دنیا میں، قبر میں، برزخ میں، حشر میں، پل صراط پر جہاں جہاں بھی مؤاخذہ ہوسکتا ہے، سب معاف فرما دیجئے، اور یا اللہ! اب آپ جتنی زندگی عطا فرمائیں وہ حیاتِ طیبہ ہو، اعمال صالحہ کے ساتھ ہو، یا اللہ! ہمارے ایمان کو مضبوط اور قوی فرما دیجئے۔

حق تعالیٰ شانہٗ کو بندے کی توبہ سے اتنی خوشی ہوتی ہے جس کا ہم تصوّر نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایک مثال بیان فرمائی کہ:

"لَلّٰہُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِیْنَ یَتُوْبُ اِلَیْهِ مِنْ اَحَدِکُمْ کَانَ رَاحِلَتُهٗ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَیْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ، فَأَیِسَ مِنْهَا فَأَتٰی شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِیْ ظِلِّهَا قَدْ أَیِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَیْنَمَا هُوَ کَذٰلِکَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَبْدِیْ وَأَنَا رَبُّکَ! أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ."

(مشکوٰۃ ص:۲۰۳، بحوالہ صحیح مسلم)

یعنی ایک مسافر سفر پر جا رہا تھا، صحرا کا سفر تھا، اس کی سواری کے اُونٹ پر اس کا توشہ لدا ہوا تھا، کھانا پانی، دوپہر کا وقت ہوا تو سواری کو باندھ کر ایک درخت کے سائے میں ذرا ستانے کے لئے لیٹ گیا، آنکھ کھلی تو اُونٹ غائب، اِدھر اُدھر دیکھا کہیں اس کا سراغ نہیں مل رہا، اب بیابان ہے، جنگل ہے، صحرا ہے، ریگستان ہے، اس میں سفر کرنا ممکن نہیں، اس نے سوچا کہ اگر باہر نکل کر ریگستان کے صحرا میں چلوں گا تو تڑپ تڑپ کر بھوک پیاس سے مروں گا، بہتر ہے کہ درخت کے سائے میں ہی مر جاؤں۔ مرنے کی نیت سے اسی درخت کے نیچے آکر پھر لیٹ گیا، اب تو موت سامنے آگئی۔ ذرا سی اس کی آنکھ لگ گئی، آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہی اُونٹ اس کے سامنے موجود ہے، اُوپر توشہ اور سامان سارا موجود ہے، اس کو اتنی مسرّت ہوئی، اتنی

خوشی ہوئی کہ بے اختیار کہنے لگا کہ: "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ!" یعنی اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا ربّ ہوں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا: "اَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ" کہ اس کو اتنی خوشی ہوئی کہ اس غریب کو یہ بھی خیال نہ رہا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، اُلٹ معاملہ کردیا، کہنا تو یہ تھا کہ: "یا اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تو میرا ربّ ہے، آپ نے مہربانی فرمائی کہ میرا اُونٹ واپس فرمادیا۔"

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: اس آدمی کو اتنی خوشی ہوئی کہ خوشی سے پاگل ہوگیا، اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے شفقت:

ایک حدیث میں ہے:

"عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ غَزَوَاتِهٖ فَمَرَّ بِقَوْمٍ، فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ؟ قَالُوْا: نَحْنُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاِمْرَأَةٌ تَحْضِبُ بِقِدْرِهَا وَمَعَهَا اِبْنٌ لَهَا، فَاِذَا ارْتَفَعَ وَهَجٌ تَنَحَّتْ بِهٖ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: أَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ! قَالَتْ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ! اَلَيْسَ اللهُ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ قَالَ: بَلٰى! قَالَتْ: اَلَيْسَ اللهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنَ الْأُمِّ بِوَلَدِهَا؟ قَالَ: بَلٰى! قَالَتْ: اِنَّ الْأُمَّ لَا تُلْقِيْ وَلَدَهَا فِي النَّارِ! فَأَكَبَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ اِلَيْهَا فَقَالَ: اِنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِهٖ اِلَّا الْمَارَّ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِيْ يَتَمَرَّدُ عَلَى اللهِ وَأَبٰى أَنْ يَّقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ." (مشکوٰۃ

ص:۲۰۸، بحوالہ ابن ماجہ)

ترجمہ:... ''ایک جہاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، دریافت فرمایا: ''کون لوگ ہو؟'' عرض کیا: ''ہم مسلمان ہیں!'' ایک خاتون آگ جلارہی تھی، آگ بھڑکتی تو بچے کو ہٹادیتی، وہی خاتون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی، عرض کیا: ''آپ اللہ کے رسول ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں!'' عرض کیا: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نہیں؟'' فرمایا: ''بلاشبہ!'' عرض کیا: ''کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بڑھ کر شفیق نہیں جتنی کہ ماں اپنے بچے پر شفیق ہوتی ہے؟'' فرمایا: ''بے شک!'' عرض کیا: ''میں تو اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے آگ میں نہیں ڈال سکتی!'' اس خاتون کی بات سنی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر جھکاکر رونے لگے، پھر سر اُٹھاکر اس سے فرمایا کہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نہیں عذاب دیتے مگر ایسے سرکش کو جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سرکشی کرے، اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے (''لا اِلٰہ اِلَّا اللہ'' کہنے) سے انکار کردے۔''

الغرض! تمام ماؤں کی ممتا جمع کرلی جائے تو اللہ تعالیٰ کی شفقت کو نہیں پہنچ سکتی، جتنی بندوں سے اللہ تعالیٰ کو شفقت ہے، اب اگر بندے اپنی حماقت سے خود دوزخ میں چھلانگیں لگائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے سے انکار کردیں تو اس کا کیا علاج ہے؟ وگرنہ اللہ اپنے بندوں کو دوزخ میں نہیں ڈالنا چاہتے، اللہ تعالیٰ تو تمہیں بخشنا چاہتے ہیں، تمہیں جنت میں داخل کرنا چاہتے ہیں، اسی لئے رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں، اور جہنم

کے دروازے بند کردیئے گئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی اعلان کر رہا ہے: "هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرُ لَهٗ" کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں؟ آؤ اس سے بخشش مانگو تاکہ تم کو بخش دیا جائے، لیکن بخشش مانگنے کے لئے لازم ہے کہ توبہ صحیح کرو، سچی توبہ کرو۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا"

(التحریم:۸)

ترجمہ:... "اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ کی بارگاہ میں خالص اور سچی توبہ۔"

اگر سچی توبہ کے بغیر مرگئے تو جہنم میں ڈال کر پاک کئے جاؤگے، قبر میں پاک کئے جاؤگے، قبر اور دوزخ کا عذاب جھیل کر پاک ہوگے، اس سے بہتر یہ ہے اور بہت آسان نسخہ ہے کہ سچی توبہ کرکے یہیں پاک ہوجاؤ، کیونکہ جنت میں تو جس کو بھی لے جائیں گے پاک کرکے لے جائیں گے، تو کیا ہی اچھا ہو کہ ہم سچی توبہ کرکے یہیں سے پاک ہوکر جائیں، پوری ندامت کے ساتھ، دِل کی ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرلیں۔

صلاۃ التسبیح کا اہتمام:

ایک بات مجھے خاص طور سے یہ عرض کرنی ہیکہ رمضان المبارک کے دنوں میں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے صلاۃ التسبیح کا اہتمام فرمائیں، دن کو پڑھ لیں، رات کو پڑھ لیں، اس کا اہتمام کریں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھی جائے، پہلی رکعت میں سبحانک اللھم پڑھنے کے بعد اعوذ باللہ، بسم اللہ، الحمد شریف پڑھے، اس کے بعد کوئی سورت پڑھ لے، چھوٹی سورت پڑھو، بڑی سورت

پڑھو تمہاری مرضی، اپنی ہمت ہے تمہاری، جتنا گڑ ڈالو گے اتنا میٹھا ہوگا، اس کے بعد: "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ." پندرہ دفعہ پڑھو، اس کے بعد رکوع میں چلے گئے، رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم." جتنی دفعہ چاہو پڑھو، تمہاری مرضی گیارہ دفعہ پڑھو، اکیس دفعہ پڑھو، زیادہ پڑھو، جب تم نے رکوع کی تسبیحات پڑھ لیں تو اس کے بعد دس مرتبہ پڑھو: "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ." رکوع سے کھڑے ہوگئے "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ." کہا اور اس کے بعد دس مرتبہ پھر تسبیحات "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ." پھر اس کے بعد سجدے میں چلے گئے، سجدے میں جانے کے بعد، سجدے کی تسبیحات پڑھیں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی." جس طرح میں نے کہا کہ جتنا چاہو پڑھو، جب تم نے یہ تسبیحات پڑھ لیں، اس کے بعد دس مرتبہ پڑھو: "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ." پھر پہلے سجدے سے اٹھنے کے بعد بیٹھ کے دس مرتبہ پڑھو، پھر دوسرے سجدے میں سجدے کی تسبیحات پڑھنے کے بعد دس مرتبہ پڑھو، پھر دوسرے سجدے کے بعد اٹھ کر دس بار پڑھو، یہ کل پچھتّر مرتبہ ہوگئیں، اب کھڑے ہوجاؤ، اسی ترتیب کے ساتھ دوسری رکعت پوری کرو، اس کے بعد قعدہ اولیٰ میں التحیات پڑھ لی، اس کے بعد درود شریف بھی پڑھ لو، اس کے بعد چاہو تو دعا بھی پڑھ لو، سلام نہ پھیرو، غرض یہ کہ ایک رکعت میں پچھتّر مرتبہ چار رکعتوں میں تین سو مرتبہ، یہ صلوٰۃ التسبیح ہے، اس کی بھی کم از کم رمضان المبارک میں تو پابندی کرلو، اللہ تعالیٰ تمہیں نیکی عطا فرمائیں، برکتیں عطا فرمائیں اور اگر عادت ہی بن جائے تو بہت ہی اچھی بات ہے، دن کو پڑھو، رات کو پڑھو، اگر دن کو پڑھو تو زوال سے پہلے پہلے پڑھ لو، اور اگر رات کو پڑھو تو جب چاہو پڑھو۔

اشراق، چاشت اور اوابین کا اہتمام

اور اس کے علاوہ تہجد کی پابندی، پھر اشراق، چاشت اور اوابین کا خاص طور پر اہتمام ہونا چاہئے،

سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد اشراق کی دو رکعتیں پڑھیں، اور تقریباً سورج نکلنے کے ایک گھنٹے بعد چاشت کی چار رکعات پڑھیں، مغرب کی فرض نماز کے بعد چھ رکعتیں اوابین کی ادا کریں اور ان کی پابندی کریں۔ ان نمازوں کے ادا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بلکہ وہی طریقہ ہے جو نوافل کا ہے۔

نماز عصر کے بعد کا معمول کیا ہونا چاہئے

اس کا اہتمام کریں کہ مسجدوں میں باجماعت نمازیں ادا کریں اور اگر توفیق اور فرصت مل جائے تو بڑے کام کی بات بتا رہا ہوں، تجربہ کی بنا پر کہہ رہاں ہوں کہ نماز عصر کے بعد مسجد ہی میں بیٹھے رہیں، اور اعتکاف کی نیت کرلیں، قرآن شریف پڑھیں، تسبیحات پڑھیں، غروب آفتاب سے پہلے ''سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔'' اور کلمہ تمجید ''سبحان اللہ والحمدللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔'' پڑھتے رہیں اور قریب روزہ کھولنے کے خوب اللہ پاک سے مناجات کریں، دنیا کی دعائیں مانگیں، آخرت کی مانگیں، فراغت قلب اور عافیت کاملہ کی دعائیں مانگیں۔

اکثر دیندار عورتیں اس بات کی شکایت کرتی ہیں کہ ان کو روزہ افطار کرنے سے قبل عصر اور مغرب کے درمیان تسبیحات پڑھنے یا دعائیں کرنے کا موقع نہیں ملتا، کیونکہ یہ وقت ان کا باورچی خانہ میں صرف ہوتا ہے، کھانا تیار کرنے میں مشغول رہتی ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ وقت بھی عبادت ہی میں گزرتا ہے، روزہ رکھے ہوئے وہ کھانا تیار کرنے کی مشقت گوارا کرتی ہیں، جو اچھا خاصہ مجاہدہ ہے، پھر روزہ داروں کے افطار اور کھانے کا انتظام کرتی ہیں جس میں ثواب ہی ثواب ہے، اور وہ

جن عبادات میں مشغول ہونے کی تمنا کرتی ہیں یہ ان کی تمنا خود ایک عمل نیک ہے، جس پر بھی انشاءاللہ ثواب ملے گا، پھر یہ بھی ممکن ہے غروب آفتاب سے آدھ گھنٹہ قبل انتظامات سے فارغ ہونے کا اہتمام کرلیں تو پھر ان کو بھی یکسوئی کے ساتھ رجوع الی اللہ ہونے کا موقع مل جائے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ شریعت و سنت کے مطابق اپنی زندگی بنائیں، صرف نماز، روزہ ہی اللہ کے فرائض نہیں ہیں اور بھی فرائض ہیں، اور بھی احکامات ہیں، ان کو پورا کرنا بھی ضروری ہے، مثلاً وضع قطع، لباس و پوشاک سب شریعت کے مطابق ہو، پردہ کا خاص انتظام ہو، بے پردہ باہر نہ نکلیں اور ویسے بھی شریعت نے جن کو نامحرم بنایا ہے ان سے بے تکلف ملنا جلنا بھی گناہ ہے اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، آپس میں جب ملیں بات چیت کریں تو فضول تذکرے نہ چھیڑیں، ایسے تذکرے میں عورتیں ضرور غیبت کے سخت گناہ میں مبتلا ہوجاتی ہیں اور اس سے مؤاخذہ کا قوی اندیشہ ہے، خوب سمجھ لو!

اپنے مرحومین کے لئے ایصال ثواب

اس ماہِ مبارک میں ہر عمل نیک کا ستر گنا ثواب ملتا ہے، چنانچہ جہاں اور عبادات وغیرہ ہیں وہاں اس ماہ مبارک میں صدقہ و خیرات خوب کرنا چاہئے، اپنی حیثیت کے مطابق جس قدر ممکن ہو یہ سعادت بھی حاصل کرلے۔

اپنے مرحوم اعزہ، آباء واجداد اور احباب کے لئے ایصالِ ثواب کرنا بھی بہت بڑے ثواب کا کام ہے اور بہترین صدقہ ہے، میں اپنے ذوق اور قلبی تقاضہ سے ایک بات کہتا ہوں، جس کا جی چاہے عمل کرے یا نہ کرے، ہم پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے بعد والدین کے حقوق واجب فرمائے ہیں، انہوں نے پالا، پرورش کیا، دعائیں کیں، راحت پہنچائی اور جب تک تم بالغ نہیں ہوئے تمہارے کفیل رہے، اور جب تم بالغ ہوئے تو تم نے ان کی کیا خدمت کی ہوگی؟ تو دیکھو جتنا سرمایہ ہے اپنے زندگی بھر کے اعمالِ حسنہ کا اور طاعت نافلہ کا سب نذر کردو اپنے والدین کو، ان کا

بہت بڑا حق ہے، کیونکہ والدین کو اللہ تعالیٰ نے مظہر ربوبیت بنایا ہے، اس عمل خیر کا ثواب تمہیں بھی اتنا ہی ملے گا جتنا دے رہے ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ یہ تمہارا ایثار ہے اور اس کا بہت بڑا ثواب ہے، میں اپنی عمر کے تمام عبادات و طاعاتِ نافلہ اور تمام اعمالِ خیر اپنے والدین کی روح پر بخش دیتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اب بھی حق ادا نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت واسعہ سے قبول فرمالیں، اپنی عبادات نافلہ کا ثواب احیاء واموات دونوں کو منتقل کیا جاسکتا ہے۔

یہ تو خلاصہ ہے رمضان شریف کے اعمال کا، لیکن یہ تو ذاتی طور پر تمہاری عبادات ہوئیں، اب دین کے مطالبات اور بھی ہیں، تمام مؤمنین، مؤمنات، مسلمین، مسلمات کے لئے دعائیں کرو۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان روزانہ ستائیس دفعہ تمام مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت و رحمت کرے تو اس کی ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں، ایمان پر خاتمہ ہوتا ہے اور نہ جانے کتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

مطالبات ایمانیہ کچھ اور آگے جاتے ہیں وہ یہ کہ جو مسلمان اس زمانہ میں زندقہ والحاد کی طرف جارہے ہیں ان کی ہدایت کے لئے بھی دعائیں مانگیں، اس لئے کہ یہ بھی تو امتیان محمد ﷺ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں دین کی عظمت، ہدایت اور دین کا فہم عطا فرمائیں، پاکستان اور اہل پاکستان کی سلامتی کے لئے بھی خوب دعائیں مانگیں۔

رمضان کے متبرک مہینہ میں یہی دعائیں مانگنی چاہئیں کہ:

یا اللہ! خصوصاً پاکستان میں یہ زندقہ اور الحاد کا بڑھتا ہوا سیلاب ہے، یا اللہ! اس کو دور فرما دیجئے، اور سیلاب بلا سے ہمیں نجات عطا فرما دیجئے، آئندہ نسلیں نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ جائیں، یا اللہ! ان کی حفاظت فرمائیے، ان کے دلوں میں دین کی عظمت اور آخرت کا خوف پیدا کردیجئے، یا اللہ! ان میں انسانیت اور شرافت

کے احساسات و جذبات پیدا فرمادیجئے، یا اللہ! ہر طرح کی برائیوں سے، تباہ کاریوں سے بچالیجئے، یا اللہ! ہمارے ملک میں جو منکرات وفواحشات ہو رہے ہیں، آپ کی حرام کی ہوئی چیزیں حلال ہو رہی ہیں، ہم مسلمانوں کو اس تباہی و بربادی سے بچالیجئے، جو لوگ حواس باختہ ہیں ان کی بھی رہنمائی فرمائیے۔

یا اللہ! پاکستان کو قمار خانے، شراب خانے، نائٹ کلب، ریڈیو، ٹیلی ویژن کو لغویات، سینما گھروں اور تمام فواحشات سے پاک فرمادیجئے، اور یا اللہ! اربابِ حل وعقد کو توفیق دیجئے اور اس کا احساس دیجئے کہ وہ اپنے اختیارات سے ان منکرات کو مٹائیں اور دور کریں۔

یا اللہ! امن و امان کی صورت پیدا ہو، بیرونی سازشوں، دشمنوں کی نقصان رسانی سے ہماری مملکت اسلامیہ کو بچالیجئے، ہمارے دین کی حفاظت فرمائیے۔

یا اللہ! ہم یہ دعائیں آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں، اس ماہ مبارک کی برکت سے قبول فرمالیجئے۔

یا اللہ! جو مانگ سکے وہ بھی دیجئے اور جو نہ مانگ سکے وہ بھی دے دیجئے جس میں ہماری بہتری، ہمارے دین و دنیا کی فلاح ہو یا اللہ! وہ سب سامان فلاح و صلاح ہم کو عطا کیجئے، نفس وشیطان سے ہم کو بچائیے، اپنی رضائے کاملہ عطا کیجئے۔

یا اللہ! آپ کا وعدہ ہے کہ یہ مہینہ آپ کا ہے، اس ماہ مبارک میں ہم کو اپنا بنالیجئے، یا اللہ! آپ مربی ہیں، رحیم ہیں، غفور ہیں، ہماری پرورش کرنے والے ہیں، ہمارے رزاق ہیں، ہمارے کارساز ہیں، تو پھر یا اللہ! ہم سے ہماری ان غفلتوں کو دور کردیجئے، اپنا صحیح تعلق عطا فرمائیے، ہمارے سارے معاملات دین کے ہوں یا دنیا کے، یا اللہ! سب آسان کردیجئے، مرنے کے بعد برزخ کے تمام معاملات آسان کردیجئے، یوم حساب کا معاملہ آسان کردیجئے اور اپنی رضائے کاملہ کے ساتھ جنت میں داخل کردیجئے۔

یا اللہ! اپنے محبوب شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے حشر میں ہم پر رحمتیں نازل فرمایئے، ہم کو حضور ﷺ کی شفاعت کبریٰ نصیب فرمایئے، ہمارے ظاہر کو بھی پاک کر دیجئے اور باطن کو بھی پاک کر دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں رمضان مبارک کے ایک ایک لحہ کے انوار وتجلیات، چاہے محسوس کریں یا نہ کریں، آپ سب عطا فرما دیجئے، یا اللہ! ہمارے روزے اور عبادت چاہے ناقص ہی ہوں آپ اپنے فضل سے قبول فرمالیجئے اور کامل ابر عطا فرمایئے۔

یا اللہ! جو جو دشواریاں، بیماریاں، پریشانیاں، آنے والے خدشات، آفات ہیں ان سب سے ہم کو محفوظ رکھئے، یا اللہ! کھانے پینے کی چیزوں میں گرانی روزافزوں ہوتی جارہی ہے، ملاوٹ ہو رہی ہے، وبائیں آرہی ہیں، بیماریاں پھیل رہی ہیں، سب سے حفاظت فرمایئے، ہم کو پاکیزہ اور ارزاں غذائیں عطا فرمایئے، ہماری تمام حاجات پوری فرمایئے، ہم کو اسلام پر قائم رکھئے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمایئے، آمین۔ بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

فضائلِ رمضان میں ایک جامع حدیث:

حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے اپنے رسالے ''فضائلِ رمضان'' کے خاتمے میں ایک لمبی حدیث نقل کی ہے، حضرتِ شیخؒ فرماتے ہیں کہ خاتمے میں ایک طویل حدیث جس میں کئی نوع کے فضائل ارشاد فرمائے ہیں، ذکر کر کے اس رسالے کو ختم کیا جاتا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

> ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اِرشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دُھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان المبارک کے لئے جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے، پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے، جس کا نام ''میثرہ'' ہے (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں، جس سے ایسی دِل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی، پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالاخانوں کے درمیان کھڑی ہوکر آواز دیتی ہیں کہ: کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی

کرنے والا تا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کو ہم سے جوڑ دیں؟ پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ ''رضوان'' سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے؟ وہ لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ: رمضان المبارک کی پہلی رات ہے، جنت کے دروازے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے روزہ داروں کے لئے آج کھول دیئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ رضوان سے فرمادیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے، اور ''مالک'' یعنی جہنم کے داروغے سے فرمادیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردے، اور حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کرو، اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ رمضان المبارک کی ہر رات میں ایک منادی کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ یہ آواز دے کہ: ہے کوئی مانگنے والا کہ جس کو میں عطا کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کون ہے جو غنی کو قرض دے؟ ایسا غنی جو نادار نہیں، اور ایسا پورا پورا اَدا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ رمضان المبارک میں روزانہ اِفطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق

ہو چکے تھے، اور جب رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے گئے تھے، ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں۔ اور جس رات شبِ قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں، وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اُترتے ہیں، ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو بیت اللہ شریف کے اُوپر کھڑا کردیتے ہیں، اور حضرت جبریل علیہ السلام کے سو بازُو ہیں، جن میں سے دو بازُوؤں کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں، جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں، پھر جبریل علیہ السلام فرشتوں کو تقاضا (حکم) فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو، یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو، اس کو سلام کریں اور اس سے مصافحہ کریں، اور ان کی دُعاؤں پر آمین کہیں۔ صبح تک یہی حالت رہتی ہے، جب صبح ہوجاتی ہے تو جبریل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ: اے فرشتوں کی جماعت! اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی حاجتوں اور مؤمنوں کی ضرورتوں کے بارے میں کیا معاملہ فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر عنایت اور توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرمادیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ: یا رسول اللہ! وہ چار شخص کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو (اور اس سے توبہ نہ کرے)، دُوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے

والا ہو، تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا ہو اور ناتا توڑنے والا ہو، چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو۔ جب عیدالفطر کی رات ہوتی ہے تو (اس کا نام آسمانوں پر) "لیلۃ الجائزۃ" یعنی "اِنعام والی رات" سے لیا جاتا ہے، اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیج دیتے ہیں، وہ زمین پر اُتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں، اور ایسی آواز سے، جس کو اِنسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، پکارتے ہیں کہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت! اس کریم ربّ کی بارگاہ کی طرف چلو، جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے، اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے۔ پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ: کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا پورا کام کرچکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ: اے ہمارے معبود! اور اے ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان المبارک کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی۔ اور بندوں سے خطاب فرماکر ارشاد ہوتا ہے کہ: اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزّت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کروگے، عطا کروں گا، اور دُنیا کے بارے میں جو سوال کروگے، اس میں

تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزّت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھوگے، میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا)، میری عزّت کی قسم! اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رُسوا اور فضیحت نہیں کروں گا، پس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کردیا، میں تم سے راضی ہوگیا۔ پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو ان کو عیدالفطر کے دن ملتا ہے، خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ (اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ! یا اللہ ہمیں بھی ان میں شامل فرما، آمین!)۔“

(فضائلِ رمضان ص:٦٠)

چار آدمی جن کی بخشش ماہ مبارک میں بھی نہیں ہوتی:

اس حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ چار آدمیوں کی بخشش اس رات میں بھی نہیں فرماتے۔ رمضان المبارک میں جیسا کہ آپ نے سنا، ہر رات دس لاکھ ایسے آدمیوں کی بخشش کی جاتی ہے کہ جن پر جہنم واجب ہوچکی تھی، اور ان سے فرمادیا جاتا ہے کہ: ”جاؤ! آزاد کیا“ اور رمضان المبارک کی آخری رات میں اتنے لوگوں کو معاف کیا جاتا ہے، جتنے لوگوں کو یکم رمضان سے آخری رات تک معاف کیا گیا تھا، اللہ اکبر! اتنے لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے، رمضان المبارک میں رحمتِ الٰہی کا گویا سیلاب ہے، جو بندوں کے گناہوں کو بہاکر لے جاتا ہے، لیکن چار آدمیوں کی بخشش رمضان المبارک کی عام راتوں میں تو کیا، شبِ قدر میں بھی نہیں ہوتی، بھئی ان سے بڑھ کر بدقسمت کون ہوگا؟ شبِ قدر میں جبکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے معافی کا اعلان کیا جارہا ہے، ان کی بخشش نہیں ہورہی۔

وہ چار کون ہیں؟ ایک تو شراب کا عادی، ایسا بلانوش کہ جس نے شراب سے توبہ نہ کی ہو، اور اس گناہ سے توبہ کرنے کی اس کو توفیق نہ ہوئی ہو۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کی ایک کرامت:

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی نوّر اللہ مرقدہٗ کا جس دن انتقال ہوا، اس دن ہم لوگ حضرتؒ کے مکان پر جمع تھے، حضرتؒ کے صاحب زادے نے ایک قصہ سنایا، کہنے لگے کہ: ایک شخص مطب میں آیا، مجھ سے کہنا لگا کہ: ڈاکٹر صاحب ٹھیک ہیں؟ اس وقت حضرتؒ کی رہائش بھی اسی احاطے میں تھی جہاں پاپوش میں حضرتؒ کا مطب تھا، اور عصر کے بعد حضرتؒ کی مجلس لگتی تھی۔ میں نے کہا: بیٹھے ہیں، مجلس لگی ہوئی ہے۔ مطب کا جو دروازہ احاطے کی طرف کھلتا تھا، اس نے وہ دروازہ کھولا اور دونوں کواڑ پکڑ کر کھڑا ہوا کچھ دیر حضرتؒ کو دیکھتا رہا، اور واپس آ کر دوبارہ بیٹھ گیا، اور کہنے لگا کہ: تم کو ایک قصہ سناتا ہوں، میں نہ ان کا شاگرد ہوں، نہ مرید، اور میں نے ان کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا، مجھے شراب پینے کی عادت تھی، میرے بیوی بچے، دوست احباب سب نے اس کو چھڑانے کی ہر چند کوشش کی، لیکن:

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی!

ایک شادی کی تقریب میں، میں مدعو تھا، حضرت ڈاکٹر صاحبؒ بھی وہاں تشریف لے گئے، اور میرے جانے سے پہلے حضرتؒ وہاں بیٹھک میں تشریف فرما تھے، اور جس طرح اِس وقت محفل گرم ہے، اسی طرح لوگ حضرتؒ کے اِردگرد جمع تھے، حضرتؒ اپنے ملفوظات بیان فرما رہے تھے، میں دروازے میں داخل ہوا تو حضرتؒ اپنی بات چھوڑ کر میری طرف دیکھنے لگے، اور جب تک میں بیٹھ نہیں گیا، برابر میری طرف دیکھتے رہے، جب میں بیٹھ گیا تو حضرتؒ نے پھر اپنی بات شروع کردی، وہ دن ہے اور آج کا دن، میں نے دوبارہ نہیں پی، ایک نظر کافی ہوگئی۔ یہ ہمارے حضرتؒ کی کرامت تھی، حضرتؒ کا شعر ہے:

جسے پینا ہو آنکھوں سے وہ میری بزم میں آئے
مرا دِل چشم مست ناز ساقی کا ہے مے خانہ

شراب خانۂ خراب کی بربادیاں:

شراب اتنی گندی چیز ہے کہ دِل کو گندہ کردیتی ہے، جس طرح پیشاب نجاستِ غلیظہ ہے، اسی طرح شراب بھی نجاستِ غلیظہ ہے، لوگ اُس سے تو گھن کرتے ہیں، مگر اِس ''شراب خانۂ خراب'' سے گھن نہیں کرتے، حالانکہ یہ اُمّ الخبائث ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ کسی بدمعاشوں کے ٹولے میں پھنس گیا تھا، اس کو مجبور کیا گیا کہ یہ بچہ ہے، اس کو قتل کرو، یا یہ عورت ہے، اِس کے ساتھ بدکاری کرو، یا کم سے کم درجے میں یہ شراب ہے، یہ پی لو، ورنہ تمہیں قتل کرتے ہیں۔ یہ پریشان ہوئے کہ یااللہ! جان بچانے کے لئے کیا صورت اختیار کروں؟ انہوں نے سوچا کہ ان تینوں کاموں میں شراب پینا سب سے ہلکا کام ہے، اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ جو شخص دو بُرائیوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے پر مجبور کردیا جائے، اسے چاہئے کہ سب سے کم درجے کی بُرائی کو اِختیار کرے، یہ سوچ کر انہوں نے اس کو اِختیار کرلیا۔ شراب بڑی تیز تھی، شراب پینے کے بعد مدہوش ہوگئے، مدہوشی کے عالم میں بچے کو بھی قتل کیا، زنا کا بھی ارتکاب کیا، تینوں کام مکمل ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھیں! واقعی یہ اُمّ الخبائث ہے، عقل وخرد اور ہوش وحواس کی دُشمن ہے، تو جو لوگ کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کے طالب ہوں، وہ اس اُمّ الخبائث سے توبہ کرلیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

''مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ لَهٗ صَلٰوةَ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا'' (مشکوٰۃ ص:۳۱۷)

یعنی ایک دفعہ شراب پینے سے چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔

مغفرت مانگنے والوں کو توبہ لازم ہے:

اور میں نے ابھی کہا کہ اس بزرگ نے سمجھا کہ یہ ہلکا کام ہے، قتل اور زنا اس سے بدتر کام ہیں، لہٰذا ہلکا کام کرلو، آپ خود سوچ لیں کہ جو لوگ شراب کے عادی ہیں، جب شبِ قدر میں ان کی بخشش نہیں ہوتی تو اس سے بڑے گناہوں میں جو لوگ مبتلا ہیں ان کی بخشش کیسے ہوگی؟ اس لئے بخشش مانگنے کے لئے شرط ہے کہ ہم تمام گناہوں سے توبہ کرلیں، جن کو ہم جانتے ہیں ان سے بھی، اور جن کو ہم نہیں جانتے ان سے بھی، جو گناہ اعلانیہ کرتے ہیں ان سے بھی، اور جو چھپ کر کرتے ہیں ان سے بھی، اس لئے کہ کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یہ شخص اللہ کی لعنت کا مستحق ہے، لعنت اور رحمت دونوں جمع نہیں ہوسکتیں، جب تک کہ آدمی توبہ نہ کرلے، رحمتِ خداوندی کا مستحق نہیں ہوسکتا، اللہ کی رحمت کا مستحق اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ آدمی کبیرہ گناہ سے توبہ کرلے تاکہ لعنت اس کا پیچھا چھوڑ دے اور رحمتِ خداوندی اس کی طرف متوجہ ہوجائے۔

توبہ کے کیا معنی ہیں؟

اور ''توبہ'' کے معنی محض زبان سے توبہ کا لفظ بولنا نہیں ہے، صرف زبان سے کہہ دو: ''یا اللہ! میری توبہ، یا اللہ! میری توبہ، یا اللہ! میری توبہ'' یہ حقیقی توبہ نہیں ہے، بلکہ توبہ کے ظاہری الفاظ ہیں، ایک عارف کا شعر ہے:

سبحہ در کف، توبہ بر لب، دِل پُر از ذوقِ گناہ
معصیت را خندہ می آید بر اِستغفارِ ما!

یعنی ہاتھ میں تسبیح ہے، زبان پر توبہ ہے، لیکن دِل گناہ کے ذوق سے بھرے ہوئے ہیں، گناہوں کو چھوڑنے کی نیت نہیں۔ ہم سب ایسا ہی اِستغفار کرتے ہیں،

''یا اللہ! توبہ''، ''یا اللہ! معاف کردے'' تو گناہ کو ہماری ایسی توبہ پر ہنسی آتی ہے کہ دِل کو تو گناہ کی گندگی سے دھونے اور صاف کرنے کا ارادہ نہیں کرتا، لیکن زبان سے توبہ کر رہا ہے۔ توبہ کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ ظاہر اور باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی کے طالب بنیں، گناہ کو ترک کردینے کا عزم اور اِرادہ کرلیں، اور گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دِین و اِیمان کو جو نقصان پہنچا ہے، اس کی تلافی کرنے کا بھی عزم کریں، مثلاً: بے نمازی ہے، نماز نہیں پڑھتا، یا گنڈے دار پڑھتا ہے، جب پوچھا جائے کہ: ''بھئی! نماز بھی پڑھتے ہو؟'' تو کہتا ہے کہ: ''کبھی کبھی پڑھ لیتے ہیں، جب فرصت ہوتی ہے!'' نہ بھائی! نماز تو ایسی چیز نہیں ہے جو کبھی کبھی پڑھی جائے، یہ تو اِیمان کی غذا ہے، جس طرح بدن کی غذا ہوتی ہے، کوئی آپ سے پوچھے کہ: ''آپ کھانا کھایا کرتے ہیں؟'' تو کیا آپ یہ جواب دیں گے کہ: ''کبھی کبھی کھالیا کرتے ہیں''؟

توبہ کے قبول ہونے کے لئے شرط:

توبہ کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرلیا جائے، پختہ ارادہ کرو کہ آئندہ ٹی وی نہیں دیکھیں گے، نامحرَموں کو نہیں دیکھیں گے، کسی کی غیبت، یا چغلی نہیں کریں گے، عورتیں بے پردہ نہیں نکلیں گی، اسی طرح دُوسرے جتنے بھی گناہوں میں مبتلا ہیں، ان کو چھوڑنے کا عزم کرو، میں نے مثال کے طور پر دو تین چیزیں بتائی ہیں، ورنہ ہم بہت سے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہیں اور ان سب سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اب ہماری حالت تو یہ ہے کہ اگر کوئی ہم کو نصیحت کرے کہ: ''یہ کام نہ کیا کرو!'' تو ہم اس کے ساتھ لڑ پڑتے ہیں، اس کو بُرا بھلا کہتے ہیں، اب تم ہی بتاؤ جب دِل سے سچی توبہ ہی نہ ہوئی ہو تو صرف زبان سے توبہ توبہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ جب دِل تائب نہ ہو اور دِل نے عزم نہ کیا ہو گناہ کو چھوڑنے کا، گناہ کی لذّت، گناہ کی لعنت، گناہ کی نحوست اور گناہ کی سیاہی ہمارے قلب پر چھائی

ہوئی ہے، تو پھر زبان سے توبہ کرنے کے کیا معنیٰ ہوئے؟ اور اس پر توبہ کا ثمرہ کیا مرتب ہوگا؟ میری بہنیں اور بیٹیاں اگر بے پردگی نہ چھوڑیں اور ہزار بار روزانہ اِستغفار پڑھا کریں تو اس کا کوئی نفع نہیں ہے، عزم کرو گناہوں کو چھوڑنے کا، جو گناہ ہمیں معلوم ہیں اور جن گناہوں میں ہم ملوّث ہیں اور جن کی وجہ سے ہمارا دامنِ ایمان نجس ہورہا ہے، ان کو چھوڑنے کا عزم کریں، گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرکے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئیں اور صرف ایک دفعہ کہہ دیں کہ: ''یا اللہ! میں نے گناہوں کو چھوڑنے کا سچے دِل سے ارادہ کرلیا ہے، مجھے معاف کردیجئے'' اللہ تعالیٰ فوراً معاف کردیتے ہیں، اَسّی سال کے گناہ کو بھی معاف کردیتے ہیں۔

حقوق العباد کے معاملے میں توبہ:

اگر حقوق العباد کا معاملہ ہے تو ان حقوق کو اَدا کریں، کسی کے پیسے دینے ہیں اور وہ مانگتا ہے، تم نہیں دیتے، کسی کے مکان پر قبضہ کیا ہوا ہے، وہ شریف آدمی کہتا ہے کہ چھوڑ دو، تم نہیں چھوڑتے۔ یہاں قانون تمہیں سہارا دیدے گا لیکن اللہ کی بارگاہ میں تمہارا کوئی سہارا نہیں ہوگا، بلکہ تنہا ہوگے، اور وہاں تمہیں یہ حقوق ادا کرنے پڑیں گے۔ لہٰذا بندوں کے جتنے حقوق تمہارے ذمے ہیں، ان سب کو اَدا کرو، یا معاف کرالو، اس کے بغیر توبہ قبول نہیں ہوگی، تو پہلی بات تو یہ ہوئی کہ کبیرہ گناہوں کو ترک کرنا اور اس کا عزم کرنا مغفرت کے لئے شرط ہے، وگرنہ مغفرت نہیں ہوتی، اس بابرکت رات میں بھی نہیں ہوتی۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت بہت وسیع ہے، کیا ہم، کیا ہمارے گناہ، اللہ کی رحمت کے مقابلے میں یہ کیا چیز ہیں؟ ساری دُنیا کی ساری مخلوق کے گناہ بھی جمع کرلئے جائیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک چھینٹا ساری مخلوق کے سارے گناہوں کے دھونے کے لئے کافی ہے، مگر سچے دِل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں تو سہی، اور سچے دِل کے ساتھ اپنے گناہوں، اپنی نافرمانیوں اور اپنی

خباثتوں کو چھوڑنے کا تہیہ کر کے تو آئیں۔

ایک حدیثِ قدسی:

حدیثِ قدسی میں آتا ہے (''حدیثِ قدسی'' اس حدیث کو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کی روایت کریں کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں، جیسے صحابی کہتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' تو وہ ''حدیثِ رسول'' کہلاتی ہے، اور جس حدیث میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرمائیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' یا ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' تو وہ ''حدیثِ قدسی'' کہلاتی ہے) تو ایک حدیثِ قدسی میں ہے کہ:

''.... یَا ابْنَ اٰدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُکَ عِنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ، غَفَرْتُ لَکَ وَلَا اُبَالِیْ .....''

(مشکوٰۃ ص:۲۰۴)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: اے ابنِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں اور اس کی بلندی تک پہنچ جائیں، یعنی ان سے آسمان اور زمین کا خلا بھر جائے اور تو سچے دِل سے تائب ہوکر میرے پاس آئے اور مجھ سے بخشش کی درخواست کرے تو میں تیری مغفرت کردوں گا، ''وَلَا اُبَالِیْ!'' اور میں تیرے گناہوں کی کثرت کی کوئی پروا نہیں کروں گا، اور نہ ان سے میرا کچھ بگڑے گا۔

''مناجاتِ مقبول'' میں ہمارے حضرت حکیم الاُمت تھانویؒ نے قرآن و حدیث کی دُعائیں جمع فرمائی ہیں، اس میں ایک دُعا یہ نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُعا میں یہ الفاظ کہا کرتے تھے:

''یَا مَنْ لَّا تَضُرُّہُ الذُّنُوْبُ وَلَا تَنْقُصُہُ الْمَغْفِرَۃُ، اِغْفِرْ لِیْ مَا لَا یَضُرُّکَ وَھَبْ لِیْ مَا لَا یَنْقُصُکَ۔''

ترجمہ:... ”اے وہ ذات جس کو نقصان نہیں دیتے گناہ، اور مغفرت کرنا اس کے خزانوں میں کمی نہیں کرتا، جس چیز سے آپ کی کمی نہیں ہوتی، وہ مجھے عطا فرمادیجئے اور جو چیز آپ کو نقصان نہیں دیتی، وہ مجھے معاف فرمادیجئے۔“

الغرض! ہمارے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا، ہمارے حضرت حکیم الاُمت تھانویؒ ارشاد فرماتے تھے کہ: بعض لوگ اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوجاتے ہیں، اور یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ میرے گناہ بہت ہیں، بہت ہیں، بہت ہیں، واقعی بہت ہیں، اب یہ بے چارہ نادان بچہ سمجھتا ہے کہ اتنے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟ فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی سر سے پاؤں تک گندگی میں ملوّث تھا، گندگی اور نجاست میں اس کا پورا بدن لت پت تھا، اب وہ دریا کے کنارے کھڑا ہے اور دریا کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ: ”میں کس منہ سے تجھ میں اُتروں، میں تو اتنا گندا ہوں، اتنا گندا ہوں، اگر میں تجھ میں اُتر گیا تو میری گندگی تجھ کو بھی گندا کردے گی، اور میری نجاست کی وجہ سے تو بھی نجس ہوجائے گا، ناپاک ہوجائے گا۔“ اس کے جواب میں دریا کہتا ہے کہ: ”ارے تیرے جیسی گندگیاں ہزاروں یہاں چلتی ہیں، تو آکر تو دیکھ! تیری گندگی بھی صاف ہوجائے گی اور میرا بھی کچھ نہیں بگڑے گا۔“ ایک آدمی کے نہانے سے کیا سمندر گندا ہوجاتا ہے؟ دریا گندا ہوجاتا ہے؟ حضرتؒ فرماتے تھے کہ ہماری یہی مثال ہے، سمندر تو ایک مخلوق ہے، اس میں دُنیا بھر کی گندگیاں ڈال دی جائیں تب بھی وہ ناپاک نہیں ہوتا، بلکہ ساری غلاظتوں کو ختم کردیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہمارے گناہوں سے کیا بگڑتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک چھینٹا ساری دُنیا کے گناہوں کی گندگی دھونے کے لئے کافی ہے، اس لئے یہ نادانی کی بات ہے کہ آدمی اپنے گناہوں کی کثرت کو دیکھ کر رحمتِ خداوندی سے مایوس ہوجائے۔ غرض یہ کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے

طالب ہیں اور اس سے بخشش مانگنے کے لئے آئے ہیں، لیکن بھائی! اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم سچے دِل سے تائب ہوکر آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں، (آمین) آپس کے جو حقوق ہیں وہ بھی ادا کردیں، آپس میں ایک دُوسرے سے معافی تلافی بھی کرلیں۔

والدین کا نافرمان:

دُوسرا آدمی جس کی مغفرت نہیں ہوتی، وہ والدین کا نافرمان ہے، یہ والدین کی نافرمانی بھی بڑی عجیب چیز ہے، آدمی کو اتنا تو سوچنا چاہئے کہ میرے والدین اگر نہ ہوتے تو میرا وجود نہ ہوتا، میرے وجود کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے والدین کو بنایا، اب جن والدین کے وجود کو ہمارے وجود کا ذریعہ بنایا گیا، یہ انہی والدین کا مخالف ہے، انہی کا دُشمن ہے، انہی کا نافرمان ہے۔ ماں نے نو مہینے کم و بیش اس کو پیٹ میں رکھا، جس حالت میں رکھا، اور پھر جس حالت میں اس کو جنم دیا، وہ اس کی ماں سے پوچھو، پھر دو سال تک اسے اپنے جگر کا خون پلایا، جس کو "دُودھ" کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کے خونِ جگر کو دُودھ میں تبدیل فرمادیتے ہیں، پھر اس کی سردی و گرمی کا، اس کی ضروریات کا احساس کیا، اس کو سوکھے میں لٹایا، خود گیلے میں لیٹی، صاحب بہادر بیمار ہوگئے تو ماں باپ دونوں نے اس کو ہاتھوں میں لے کر رات آنکھوں پر کاٹی، والدین کا اتنا حق ہے کہ اولاد کسی صورت میں اس حق کو اَدا نہیں کرسکتی۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ: یا رسول اللہ! میں اپنے والد کا حق کس طرح ادا کرسکتا ہوں؟ ارشاد فرمایا: نہیں! والد کا حق ادا نہیں ہوسکتا، صرف ایک صورت ہے کہ وہ غلام ہو تو اس کو خرید کر آزاد کردے تو کسی درجے میں والد کا حق ادا ہوجائے گا۔ والدین کے اتنے احسانات ہیں اولاد پر کہ ان کا بدلہ چکانے کا تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ایک حدیث میں ہے:

"انّ رجلًا قال: یا رسول اللہ! ما حق الوالدین علٰی ولدھما؟ قال: ھما جنتک ونارک!"

(مشکوٰۃ ص:۴۲۱، بحوالہ ابن ماجہ)

ترجمہ:... "ایک صاحب نے پوچھا: یا رسول اللہ! والدین کا اولاد کے ذمے کیا حق ہے؟ فرمایا: وہ تیری جنت ہیں یا تیری دوزخ ہیں!"

والدین کو دیکھنے پر حج کا ثواب:

ایک حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْہِ نَظْرَۃَ رَحْمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ اللہُ لَہٗ بِکُلِّ نَظْرَۃٍ حَجَّۃً مَّبْرُوْرَۃً، قَالُوْا: وَاِنْ نَظَرَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ؟ قَالَ: نَعَمْ! اَللہُ اَکْبَرُ وَاَطْیَبُ."

(مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:... "جو فرماں بردار اولاد نظرِ رحمت کے ساتھ والدین کے چہرے پر نظر ڈالے تو ہر بار نظر ڈالنے پر اس کے لئے حجِ مبرور کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر دن میں سو مرتبہ دیکھے تو سو حج کا ثواب لکھا جائے گا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑا ہے، اور زیادہ پاکیزہ ہے۔"

یعنی حق تعالیٰ شانہٗ کی عنایتیں اور رحمتیں ہمارے پیمانۂ عقل و فہم سے بالاتر ہیں، روزانہ سو حج کا ثواب لکھا جانا کون سی بڑی بات ہے کہ اس پر تعجب کا اظہار کیا جائے۔

پس جب والدین کا یہ درجہ ہے کہ ان کے چہرے پر ایک بار نظرِ رحمت ڈالنا حجِ مبرور کا ثواب رکھتا ہے تو والدین کی نافرمانی و گستاخی کا وبال بھی اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے۔ تو والدین کے نافرمان کی اس رات میں بھی اگر بخشش نہ ہو تو کوئی بعید نہیں، اس لئے کہ جرم ہی اتنا بڑا اور سخت ہے۔ دُوسری جگہ ارشاد ہے:

”عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ، اِنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ، فَقَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ! قَالَ: فَاَلْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا.“

(مشکوٰۃ ص:۴۲۱)

ترجمہ:... ”ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضرِ خدمت ہوا اور کہا: یا رسول اللہ! میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں اور آپ سے مشورے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں زندہ ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: پھر اس کو لازم پکڑ، کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔“

اور یہ تو بہت ہی مشہور حدیث ہے کہ: ”اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ“ (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ:۴۲۱) یعنی ”جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے“ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہیں بخش دیں، سوائے والدین کی نافرمانی کے کہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ اس شخص کو مرنے سے پہلے زندگی میں دیتے ہیں۔

والدین کی نافرمانی کا دُنیا میں وبال:

میں نے اپنی مختصر سی زندگی میں اس حدیث کی تفسیر اپنی آنکھوں سے دیکھی، چنانچہ فرماں برداروں کو پنپتے دیکھا، اور والدین کے نافرمانوں کو ہلاک اور ذلیل وخوار

ہوتے دیکھا۔ دراصل دُنیا دارُ الجزاء نہیں، جزا وسزا کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن رکھا ہے، جرائم کی سزائیں اللہ تعالیٰ نے قیامت پر اُٹھا رکھی ہیں، یہاں جرم کی سزا نہیں دیتے، ہاں! تھوڑی سی گوشمالی کردیتے ہیں، ورنہ پوری سزا آگے قیامت کے دن ملے گی، لیکن ظلم، قطع رحمی اور والدین کی نافرمانی یہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی ''سزا'' دُنیا میں نقد ملتی ہے، اور ظالم، قطع رحمی کرنے والا اور والدین کا نافرمان اپنے کئے کی پاداش سے بچ نہیں سکتے۔

اولاد کی نافرمانی میں والدین کا قصور:

اس زمانے میں تو والدین کی عزّت وآبرو کا کوئی تصوّر ہی نہیں ہے اور اس میں قصور اکیلا صرف اولاد کا نہیں، بلکہ تھوڑا سا قصور والدین کا بھی ہے، مرحوم اکبر اِلٰہ آبادی کے بقول:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی!

ہمارے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعلیم مادّیت کی تعلیم ہے، یہ انسانیت کی تعلیم نہیں، بلکہ حیوانیت کی تعلیم ہے، پس جب انسانیت مفقود ہو اور اِنسانیت کی تعلیم مفقود ہو تو والدین کی قدر کیا ہوگی؟ یہ تو خاصۂ انسانیت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس بلا سے محفوظ فرمائے، (آمین)۔

قطع رحمی کا گناہ:

اور تیسرا شخص ''قطع رحمی'' کرنے والا، جس نے اپنے عزیز رشتہ داروں سے قطع تعلق کر رکھا ہو۔ قطع رحمی کا وبال اُوپر ذکر کرچکا ہوں کہ ایسا شخص دُنیا میں ہی سزا پاتا ہے، اور ایک دُوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ:

"لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ!"

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۴۱۹)

ترجمہ:... "قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔"

یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ جنت سے بھی محروم کردیتا ہے، دُنیا کے آرام اور چین سے بھی، اور شبِ قدر میں بخشش سے بھی، نعوذ باللہ!

کینہ پروری کا گناہ:

اور چوتھا وہ آدمی، جس کے دِل میں کسی مسلمان کی جانب سے کینہ ہو، ان لوگوں کی مغفرت اس رات میں بھی نہیں ہوتی۔

جنت میں صرف پاک لوگ جائیں گے:

خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں ناپاک لوگ نہیں جائیں گے، صرف پاک لوگ جائیں گے، اور پاک ہونے کی آسان صورت یہ ہے کہ توبہ کرلو۔ میں نے ابھی کہا کہ اَسّی سال کا کافر و مشرک و بے ایمان، سچے دِل سے تائب ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے انتظار میں ہیں کہ بندہ آئے، آکر توبہ کرے، اور میں اس کے گناہ معاف کروں۔

رمضان و روزے کے مسائل

رُؤیتِ ہلال

خود چاند دیکھ کر روزہ رکھیں، عید کریں یا رُؤیتِ ہلال کمیٹی پر اعتماد کریں

س...... موجودہ دور میں جس کو سائنسی فوقیت حاصل ہے، رُؤیتِ ہلال کمیٹی کے اعلان پر عموماً رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور عید منائی جاتی ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے، روزہ رکھا جائے یا نہیں؟ عید کی جائے یا نہیں؟ جبکہ صحیح احادیث میں حکم وارد ہے: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو'' دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کمیٹی کے اعلان پر کیا روزہ رکھنا یا عید کرنا واجب ہے؟

ج...... حدیث کا مطلب تو ظاہر ہے کہ یہ نہیں ہے کہ ہر شخص چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرے اور چاند دیکھ کر چھوڑا کرے، بلکہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ رُؤیت کے ثبوت سے رمضان اور عید ہوگی۔ رُؤیتِ ہلال کمیٹی اگر شرعی قواعد کے مطابق چاند کی رُؤیت ہونے کے بعد اعلان کرے تو عوام کو اس کے اعلان پر روزہ یا عید کرنا ہوگی۔ باقی رُؤیتِ ہلال کمیٹی اہلِ علم پر مشتمل ہے، یہ حضرات ثبوتِ رُؤیت کے مسائل ہم سے تو بہرحال زیادہ ہی جانتے ہیں، اس لئے ہمیں ان پر اعتماد کرنا چاہئے۔

روزے کی نیت

روزے کی نیت کب کرے؟

س...... رمضان المبارک کے روزے کی نیت کس وقت کرنی چاہئے؟

ج...... ا: بہتر یہ ہے کہ رمضان المبارک کے روزے کی نیت صبحِ صادق سے پہلے پہلے کرلی جائے۔

۲:...... اگر صبحِ صادق سے پہلے رمضان شریف کا روزہ رکھنے کا ارادہ نہیں تھا، صبحِ صادق کے بعد ارادہ ہوا کہ روزہ رکھ ہی لینا چاہئے، تو اگر صبحِ صادق کے بعد کچھ کھایا پیا نہیں تو نیت صحیح ہے۔

۳:...... اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے (یعنی نصف النہار شرعی سے پہلے) تک رمضان شریف کے روزے کی نیت کرسکتے ہیں۔

۴:...... رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کرلینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے، یا رات کو نیت کرے کہ صبح روزہ رکھنا ہے۔

روزہ رکھنے اور اِفطار کرنے کی دُعائیں

س...... نفلی روزے کی نیت اور روزہ رکھنے اور اِفطار کرنے کی دُعائیں کیا ہیں؟

ج...... نفل روزے کے لئے مطلق روزے کی نیت کافی ہے، اور وہ یہ ہے:

"وبصوم غد نویت."

ترجمہ:...... "اور میں کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں۔"

اور اِفطار کی دُعا یہ ہے:

"اللّٰھم لک صمت وعلٰی رزقک افطرت."

ترجمہ:...... "اے اللہ! میں نے آپ کے لئے روزہ رکھا، اور آپ کے رزق پر اِفطار کیا۔"

اور روزۂ رمضان کی نیت میں یوں کہے:

"وبصوم غد نويت من شهر رمضان."

ترجمہ:......"اور میں کل کے رمضان کے روزے کی نیت کرتا ہوں۔"

نفل روزے کی نیت

س...... نفلی روزے رکھنے، کھولنے کی نیت کیا ہے؟ اگر بطور نذر نفلی روزے مانے ہوں کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو اتنے روزے رکھوں گا، نیت رکھنے اور اِفطار کرنے کی کیا ہے؟

ج...... نیت دِل کے ارادے کو کہتے ہیں، نفل روزہ مطلق روزے کی نیت سے بھی صحیح ہے، اور نفل کی نیت سے بھی، یعنی دِل میں ارادہ کرلے کہ میں روزہ رکھ رہا ہوں۔ مگر نذر کے روزے کے لئے نذر کی نیت کرنا ضروری ہے، یعنی دِل میں یہ ارادہ کرے کہ میں نذر کا روزہ رکھ رہا ہوں، غالباً آپ کی مراد نیت سے وہ دُعائیں ہیں جو روزہ رکھتے وقت اور اِفطار کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں، ان دُعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے، ضروری نہیں، روزہ ان کے بغیر بھی صحیح ہے، البتہ ان دُعاؤں کا زبان سے کہہ لینا مستحب ہے۔

سحری کھائے بغیر روزے کی نیت دُرست ہے

س...... میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ روزے کی سحری کھانا ضروری ہوتا ہے یا نہیں؟ میں بہت پریشان ہوں، کوئی کچھ کہتا ہے، کوئی کچھ، اس لئے آپ ہماری اصلاح فرمائیے۔

ج...... روزے کے لئے سحری کھانا بابرکت ہے، کہ اس سے دن بھر قوت رہتی ہے، مگر یہ روزے کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں، پس اگر کسی کو سحری کھانے کا موقع نہیں ملا، اور اس نے سحری کھائے بغیر روزہ رکھ لیا تو روزہ صحیح ہے۔

سحری اور اِفطار

سحری کھانا مستحب ہے، اگر نہ کھائی تب بھی روزہ ہوجائے گا

س...... سوال یہ ہے کہ کیا روزہ رکھنے کے لئے سحری کھانا ضروری ہے؟ اگر کوئی سحری نہ کھائے تو کیا اس کا روزہ نہیں ہوگا؟ روزے کی نیت بھی بتلادیجئے جس کو پڑھ کر روزہ رکھتے ہیں۔

ج...... روزے کے لئے سحری کھانا مستحب اور باعثِ برکت ہے، اور اس سے روزے میں قوت رہتی ہے۔ اور سحری کھا کر یہ دُعا پڑھنی چاہئے: "وبصوم غد نویت من شھر رمضان" لیکن اگر کسی کو یہ دُعا یاد نہ ہو، تب بھی روزے کی دِل سے نیت کرلینا کافی ہے۔

اگر آپ نے صبحِ صادق سے لے کر غروب تک کچھ نہیں کھایا پیا اور گیارہ بجے (یعنی شرعی نصف النہار) سے پہلے روزے کی نیت کرلی تو آپ کا روزہ صحیح ہے، قضا کی ضرورت نہیں۔

سحری میں دیر اور اِفطاری میں جلدی کرنی چاہئے

س...... ہمارے ہاں بعض لوگ سحری میں بہت جلدی کرتے ہیں، اور اِفطاری کے وقت دیر سے اِفطار کرتے ہیں، کیا ان کا یہ عمل صحیح ہے؟

ج...... سورج غروب ہونے کے بعد روزہ اِفطار کرنے میں تأخیر نہیں کرنی چاہئے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''میری اُمت خیر پر رہے گی، جب تک سحری کھانے میں تأخیر اور (سورج غروب ہونے کے بعد) روزہ اِفطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے۔'' (مسندِ احمد ج:۵ ص:۱۷۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ''لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک کہ روزہ اِفطار کرنے میں جلدی کریں گے۔''

(صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص:۱۷۵)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: مجھے اپنے بندوں میں سے وہ لوگ زیادہ محبوب ہیں جو اِفطار میں جلدی کرتے ہیں۔'' (ترمذی، مشکوٰۃ ص:۱۷۵)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ''دین ہمیشہ غالب رہے گا، جب تک کہ لوگ اِفطار میں جلدی کریں گے، کیونکہ یہود و نصاریٰ تأخیر کرتے ہیں۔''

(ابوداؤد، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ ص:۱۷۵)

مگر یہ ضروری ہے کہ سورج کے غروب ہوجانے کا یقین ہوجائے تب روزہ کھولنا چاہئے۔

صبحِ صادق کے بعد کھاپی لیا تو روزہ نہیں ہوگا

س…… روزہ کتنے وقت کے لئے ہوتا ہے؟ کیا صبحِ صادق کے بعد کھاسکتے ہیں؟

ج…… روزہ صبحِ صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک ہوتا ہے، پس صبحِ صادق سے پہلے پہلے کھانے پینے کی اجازت ہے، اگر صبحِ صادق کے بعد کچھ کھایا پیا تو روزہ نہیں ہوگا۔

اذان کے وقت سحری کھانا پینا

س…… اگر کوئی آدمی صبح کی اذان کے وقت بیدار ہو تو وہ روزہ کس طرح رکھے؟

ج…… اگر اذان صبح صادق کے بعد ہوئی ہو (جیسا کہ عموماً صبحِ صادق کے بعد ہی ہوا کرتی ہے) تو اس شخص کو کھانا پینا نہیں چاہئے، ورنہ اس کا روزہ نہیں ہوگا، بغیر کچھ کھائے پیئے روزے کی نیت کرے۔ ہاں! اگر اذان وقت سے پہلے ہوئی ہو تو دُوسری بات ہے۔

روزہ دار کی سحری و اِفطار میں اسی جگہ کے وقت کا اعتبار ہوگا جہاں وہ ہے

س…… میرے بھائی جان عرب امارات سے روزہ رکھ کر آئے، اور یہاں کراچی کے وقت کے مطابق روزہ اِفطار کیا، حالانکہ وہ علاقہ کراچی سے ایک گھنٹہ پیچھے ہے، کیا اس طرح انہوں نے ایک گھنٹہ پہلے روزہ اِفطار کرلیا؟ روزہ کا اِفطار صحیح ہوا کہ غلط؟ اگر غلط ہوا تو کیا روزہ کی قضا ہوگی؟

ج…… اُصول یہ ہے کہ روزہ رکھنے اور اِفطار کرنے میں اس جگہ کا اعتبار ہے جہاں آدمی روزہ رکھتے اور اِفطار کرتے وقت موجود ہو، پس جو شخص عرب ممالک سے روزہ رکھ کر کراچی آئے اس کو کراچی کے وقت کے مطابق اِفطار کرنا ہوگا، اور جو شخص پاکستان سے روزہ رکھ کر مثلاً: سعودی عرب گیا ہو، اس کو وہاں کے غروب کے بعد روزہ اِفطار کرنا ہوگا، اس کے لئے کراچی کے غروب کا اعتبار نہیں۔

ریڈیو کی اذان پر روزہ اِفطار کرنا دُرست ہے

س…… ہمارے گھروں کے قریب کوئی مسجد نہیں ہے، جس کی وجہ سے ہم لوگ اذان آسانی سے نہیں سن سکتے، تو کیا رمضان شریف میں ہم لوگ اِفطاری ریڈیو کی اذان سن کرلیں؟ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ریڈیو والے اعلان کرتے ہیں: ''کراچی اور اس کے مضافات میں اِفطاری کا وقت ہوا چاہتا ہے'' ٹائم بھی بتاتے ہیں، اور اس کے بعد فوراً اذان شروع ہوجاتی ہے، گزشتہ رمضان میں بھی ہم لوگ جونہی شام کو ریڈیو پر اللہ

اکبر سنتے تھے تو روزہ اِفطار کرلیتے تھے، آپ مہربانی فرماکر کتاب وسنت کی روشنی میں ہمیں بتائیں کہ آیا ہمارا یا فطاری صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟

ج…… ریڈیو پر صحیح وقت پر اطلاع اور اذان دی جاتی ہے، اس لئے اِفطار کرنا صحیح ہے۔

کن وجوہات سے روزہ توڑ دینا جائز ہے؟ کن سے نہیں؟

بیماری بڑھ جانے یا اپنی یا بچے کی ہلاکت کا خدشہ ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے

س…… مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ ایک شخص کو قے آجاتی ہے، اب اس کا روزہ رہا کہ نہیں؟ یا اگر کوئی مرد یا عورت روزہ رکھنے میں بیماری بڑھ جانے یا جان کا خطرہ محسوس کرے تو کیا وہ روزہ توڑ سکتا ہے؟

ج…… اگر آپ سے آپ قے آگئی تو روزہ نہیں گیا، خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ، اور اگر خود اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر کر ہوئی تو روزہ ٹوٹ گیا، ورنہ نہیں۔

اگر روزہ دار اچانک بیمار ہوجائے اور اندیشہ ہو کہ روزہ نہ توڑا تو جان کا خطرہ ہے، یا بیماری کے بڑھ جانے کا خطرہ ہے، ایسی حالت میں روزہ توڑنا جائز ہے۔

اسی طرح اگر حاملہ عورت کی جان کو یا بچے کی جان کو خطرہ لاحق ہوجائے تو روزہ توڑ دینا دُرست ہے۔

بیماری کی وجہ سے اگر روزے نہ رکھ سکے تو قضا کرے

س…… میں شروع سے ہی رمضان شریف کے روزے رکھتی تھی، لیکن آج سے پانچ

سال قبل یرقان ہوگیا، جس کی وجہ سے میں آٹھ نو ماہ تک بستر پر رہی، ویسے میں تقریباً بارہ سال سے معدہ میں خرابی اور گیس کی مریض ہوں، لیکن یرقان ہونے کے بعد مجھے پیاس اتنی لگتی ہے کہ روزہ رکھنا محال ہوگیا ہے، جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں، پچھلے سال میں نے رمضان کا پہلا روزہ رکھا، لیکن صبح نو بجے ہی پیاس کی وجہ سے بدحال ہوگئی، اس وجہ سے مجھے روزہ توڑنا پڑا، آپ براہِ مہربانی مجھے یہ بتائیں کہ روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟ اور جو روزے نہیں رکھے گئے ان کا کفارہ کیا ہے؟

ج...... آپ نے رمضان کا جو روزہ توڑا وہ عذر کی وجہ سے توڑا، اس لئے اس کا کفارہ آپ کے ذمہ نہیں، بلکہ صرف قضا لازم ہے، اور جو روزے آپ بیماری کی وجہ سے نہیں رکھ سکیں ان کی جگہ بھی قضا روزے رکھ لیں، آئندہ بھی اگر آپ رمضان مبارک میں بیماری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکتیں تو سردیوں کے موسم میں قضا رکھ لیا کریں، اور اگر چھوٹے دنوں میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان روزوں کا فدیہ ادا کردیں، ایک دن کے روزے کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ہے۔

کن وجوہات سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے؟

کن وجوہات سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے؟

س......کون سے عذرات کی بنا پر روزہ نہ رکھنا جائز ہے؟

ج...... ۱:......رمضان شریف کے روزے ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہیں، اور بغیر کسی صحیح عذر کے روزہ نہ رکھنا حرام ہے۔

۲:......اگر نابالغ لڑکا، لڑکی روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں تو ماں باپ پر لازم ہے کہ ان کو بھی روزہ رکھوائیں۔

۳:...... جو بیمار روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو، اور روزہ رکھنے سے اس کی بیماری بڑھنے کا اندیشہ نہ ہو، اس پر بھی روزہ رکھنا لازم ہے۔

۴:...... اگر بیماری ایسی ہو کہ اس کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا یا روزہ رکھنے سے بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہو تو اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، مگر جب تندرست ہو جائے تو بعد میں ان روزوں کی قضا اس کے ذمہ فرض ہے۔

۵:...... جو شخص اتنا ضعیف العمر ہو کہ روزے کی طاقت نہیں رکھتا، یا ایسا بیمار ہو کہ نہ روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ صحت کی اُمید ہے، تو وہ روزے کا فدیہ دے دیا کرے، یعنی ہر روزے کے بدلے میں صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت کسی مسکین کو دے دیا کرے، یا صبح و شام ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے۔

۶:...... اگر کوئی شخص سفر میں ہو، اور روزہ رکھنے میں مشقت لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ بھی قضا کر سکتا ہے، دُوسرے وقت میں اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا، اور اگر سفر میں کوئی مشقت نہیں تو روزہ رکھ لینا بہتر ہے، اگرچہ روزہ نہ رکھنے اور بعد میں قضا کرنے کی بھی اس کو اجازت ہے۔

۷:...... عورت کو حیض و نفاس کی حالت میں روزہ رکھنا جائز نہیں، مگر رمضان شریف کے بعد اتنے دنوں کی قضا اس پر لازم ہے۔

۸:...... بعض لوگ بغیر عذر کے روزہ نہیں رکھتے اور بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیتے ہیں اور پھر بعد میں قضا بھی نہیں کرتے، خاص طور پر عورتوں کے جو روزے ماہواری کے ایام میں رہ جاتے ہیں وہ ان کی قضا رکھنے میں سستی کرتی ہیں، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

رمضان میں (عورتوں کے) مخصوص ایام کے مسائل

مجبوری کے ایام میں عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں

س...... رمضان میں عورت جتنے دن مجبوری میں ہو اس حالت میں روزے کھانے چاہئیں یا نہیں؟ اگر کھائیں تو کیا بعد میں ادا کرنے چاہئیں یا نہیں؟

ج...... مجبوری (حیض و نفاس) کے دنوں میں عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں، بعد میں قضا رکھنا فرض ہے۔

دوائی کھا کر ایام روکنے والی عورت کا روزہ رکھنا

س...... رمضان شریف میں بعض خواتین دوائیاں وغیرہ کھا کر اپنے ایام کو روک لیتی ہیں، اس طرح رمضان شریف کے پورے روزے رکھ لیتی ہیں، اور فخریہ بتاتی ہیں کہ ہم نے تو رمضان کے پورے روزے رکھے، کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

ج...... یہ تو واضح ہے کہ جب تک ایام شروع نہیں ہوں گے، عورت پاک ہی شمار ہوگی، اور اس کو رمضان کے روزے رکھنا صحیح ہوگا۔ رہا یہ کہ روکنا صحیح ہے یا نہیں؟ تو شرعاً روکنے پر کوئی پابندی نہیں، مگر شرط یہ ہے کہ اگر یہ فعل عورت کی صحت کے لئے مضر ہو تو جائز نہیں۔

روزے کے دوران اگر ''ایام'' شروع ہوجائیں تو روزہ ختم ہوجاتا ہے

س...... ماہِ رمضان میں روزہ رکھنے کے بعد اگر دن میں کسی وقت ایام شروع ہوجائیں

تو کیا اسی وقت روزہ کھول لینا چاہئے یا نہیں؟
ج...... ماہواری کے شروع ہوتے ہی روزہ خود ہی ختم ہوجاتا ہے، کھولیں یا نہ کھولیں۔

غیر رمضان میں روزوں کی قضا ہے، تراویح کی نہیں

س...... ماہِ رمضان میں مجبوری کے تحت جو روزے رہ جاتے ہیں، تو کیا ان کو قضا کرتے وقت نمازِ تراویح بھی پڑھی جاتی ہے کہ نہیں؟
ج...... تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے، قضائے رمضان کے روزوں میں تراویح نہیں ہوتی۔

چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا چاہے مسلسل رکھیں، چاہے وقفے وقفے سے

س...... جو روزے چھوٹ جاتے ہیں ان کی قضا لازم ہے، آج تک ہم اس سمجھ سے محروم رہے، اب اللہ نے دِل میں ڈالی ہے تو یہ پتہ چلا تھا کہ مسلسل روزے رکھنا منع ہے، کیا میں ایک دن چھوڑ کے ایک دن یا ہفتہ میں دو دن روزہ رکھ کر اپنے روزوں کی قضا کرسکتی ہوں؟ کیونکہ زندگی کا تو کوئی بھروسا نہیں، جتنی جلدی ادا ہوجائے بہتر ہے۔
ج...... جو روزے رہ گئے ہوں ان کی قضا فرض ہے، اگر صحت وقوت اجازت دیتی ہو تو ان کو مسلسل رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، بلکہ جہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد قضا کرلینا بہتر ہے، ورنہ جس طرح سہولت ہو رکھ لئے جائیں۔

تمام عمر میں بھی قضا روزے پورے نہ ہوں تو اپنے مال میں سے فدیہ کی وصیت کرے

س...... رمضان المبارک میں ہمارے جو روزے مجبوراً چھوٹ جاتے ہیں وہ میں نے آج تک نہیں رکھے، انشاء اللہ اس بار رکھوں گی، اور پچھلے روزے چھوٹ گئے ہیں اس

کے لئے میں خدا سے معافی مانگتی ہوں۔ پوچھنا یہ ہے کہ پچھلے روزے جو چھوٹ گئے ہیں ان کے لئے صرف توبہ کرلینا کافی ہے یا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟ یا پھر وہ روزے رکھنا ہوں گے؟ مجھے تو یہ بھی یادنہیں کہ کتنے ہوں گے؟

ج...... اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آپ نے ایک ایسا مسئلہ پوچھا ہے جس کی ضرورت تمام مسلم خواتین کو ہے، اور جس میں عموماً ہماری بہنیں کوتاہی اور غفلت سے کام لیتی ہیں۔ عورتوں کے جو روزے ''خاص عذر'' کی وجہ سے رہ جاتے ہیں، ان کی قضا واجب ہے، اور سستی وکوتاہی کی وجہ سے اگر قضا نہیں کئے تب بھی وہ مرتے دَم تک ان کے ذمے رہیں گے، توبہ و اِستغفار سے روزوں میں تأخیر کرنے کا گناہ تو معاف ہوجائے گا، لیکن روزے معاف نہیں ہوں گے، وہ ذمے رہیں گے، ان کا ادا کرنا فرض ہے، البتہ اس تأخیر اور کوتاہی کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ جب سے آپ پر نماز روزہ فرض ہوا ہے، اس وقت سے لے کر جتنے رمضانوں کے روزے رہ گئے ہوں ان کا حساب لگالیجئے اور پھر ان کو قضا کرنا شروع کیجئے، ضروری نہیں کہ لگاتار ہی قضا کئے جائیں، بلکہ جب بھی موقع ملے قضا کرتی رہیں، اور نیت یوں کیا کریں کہ سب سے پہلے رمضان کا جو پہلا روزہ میرے ذمہ ہے اس کی قضا کرتی ہوں۔ اور اگر خدانخواستہ پوری عمر میں بھی پورے نہ ہوں تو وصیت کرنا فرض ہے کہ میرے ذمہ اتنے روزے باقی ہیں، ان کا فدیہ میرے مال سے ادا کردیا جائے، اور اگر آپ کو یہ یادنہیں کہ کب سے آپ کے ذمہ روزے فرض ہوئے تھے تو اپنی عمر کے دسویں سال سے روزوں کا حساب لگائیے، اور ہر مہینے جتنے دنوں کے روزے آپ کے رہجاتے ہیں اتنے دنوں کو لے کر گزشتہ تمام سالوں کا حساب لگالیجئے۔

کن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا مکروہ ہوجاتا ہے؟

بھول کر کھانے والا اور قے کرنے والا اگر قصداً کھاپی لے تو صرف قضا ہوگی

س...... فرض کریں زید نے بھول کر کھانا کھالیا بعد میں یاد آیا کہ وہ تو روزے سے تھا، اب اس نے یہ سمجھ کر کہ روزہ تو رہا نہیں، کچھ اور کھاپی لیا، تو کیا قضا کے ساتھ کفارہ بھی ہوگا؟ اسی طرح اگر کسی نے قے کرنے کے بعد کچھ کھاپی لیا تو کیا حکم ہے؟

ج...... کسی نے بھولے سے کچھ کھاپی لیا تھا، اور یہ سمجھ کر کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے، قصداً کھاپی لیا تو قضا واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی کو قے ہوئی، اور پھر یہ خیال کرکے کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے، کچھ کھاپی لیا، تو اس صورت میں قضا واجب ہوگی، کفارہ واجب نہ ہوگا۔ لیکن اگر اسے یہ مسئلہ معلوم تھا کہ قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس کے باوجود کچھ کھاپی لیا تو اس صورت میں اس کے ذمہ قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

اگر غلطی سے اِفطار کرلیا تو صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں

س...... اس مرتبہ رمضان المبارک میں میرے ساتھ ایک حادثہ پیش آیا، وہ یہ کہ میں روزے سے تھا، عصر کی نماز پڑھ کر آیا تو تلاوت کرنے بیٹھ گیا، پانچ بجے تلاوت ختم کی اور اِفطاری کے سلسلے میں کام میں لگ گیا، واضح ہو کہ میں گھر میں اکیلا رہ رہا ہوں، سالن وغیرہ بنایا، کچھ حسبِ معمول شربت دُودھ وغیرہ بنا کر رکھا، باورچی خانے

سے واپس آیا تو گھڑی پر ساڑھے پانچ بجے تھے، اب میرے خیال میں آیا کہ چونکہ روزہ پانچ بج کر پچاس منٹ پر اِفطار ہوتا ہے، چالیس منٹ پر کچھ پکوڑے بنالوں گا۔ خیر اپنے خیال کے مطابق چالیس منٹ پر باورچی خانے میں گیا پکوڑے بنانے لگ گیا، پانچ بج کر پچاس منٹ پر تمام اِفطاری کا سامان رکھ کر میز پر بیٹھ گیا، مگر اذان سنائی نہ دی، ایئر کنڈیشن بند کیا، کوئی آواز نہ آئی، پھر فون پر وقت معلوم کیا تو ۵:۵۵ ہوچکے تھے، میں نے سمجھا اذان سنائی نہیں دی، ممکن ہے مائیک خراب ہو، یا کوئی اور عذر ہو، اور روزہ اِفطار کرلیا، پھر مغرب کی نماز پڑھی۔ یہاں کویت اُردو سروس سات بجے شروع ہوتی ہے، روزانہ اِفطاری کے بعد ریڈیو لگاتا تھا، مگر وہ بھی نہ لگا، اسی اثناء میں بی بی سی لگ گیا اور مجھے اچانک خیال آیا کہ روزہ تو چھ بج کر پچاس منٹ پر اِفطار ہوتا ہے، بس افسوس اور پشیمانی کے سوا کیا کرسکتا ہوں، پھر کلی کی، چند منٹ باقی تھے، دوبارہ روزہ اِفطار کیا، مغرب کی نماز پڑھی۔

براہِ کرم آپ مجھے اس کوتاہی کے متعلق بتائیں کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے تو صرف قضا واجب ہے یا کفارہ؟ اور اگر کفارہ واجب ہے تو کیا میں صحت مند ہوتے ہوئے بھی ساٹھ مسکینوں کو بطورِ کفارہ کھانا کھلاسکتا ہوں؟ مفصل جواب سے نوازیں۔ مولانا صاحب! مجھے سمجھ نہیں آرہی، میں نے کس طرح ۶:۵۰ کے بجائے ۵:۵۰ کو اِفطاری کا وقت سمجھ لیا، اور اپنے خیال کے مطابق لیٹ اِفطار کیا۔

ج...... آپ کا روزہ تو ٹوٹ گیا، مگر چونکہ غلط فہمی کی بنا پر روزہ توڑلیا، اس لئے آپ کے ذمہ صرف قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔

اگر خون حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا

س...... اگر کوئی روزے کی حالت میں ہے اور مسوڑھوں سے خون آئے اور حلق کے پار ہوجائے تو ایسی حالت میں روزے پر کوئی اثر خراب تو نہیں پڑے گا؟ خاص کر نیت

کی حالت میں۔

ج...... اگر یقین ہو کہ خون حلق میں چلا گیا، تو روزہ فاسد ہوجائے گا، دوبارہ رکھنا ضروری ہوگا۔

روزے میں مخصوص جگہ میں دوا رکھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

س...... چند دوائیں ایسی ہیں جو مقامِ مخصوص میں رکھی جاتی ہیں بعد طہر کے، جسے طب کی اصطلاح میں شیاف کہا جاتا ہے، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس کے استعمال سے روزے پر کیا اثر پڑتا ہے؟ کیا روزہ ہوجاتا ہے؟

ج...... روزے کی حالت میں یہ عمل دُرست نہیں، اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

نہاتے وقت منہ میں پانی چلے جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

س...... کیا نہاتے وقت منہ میں پانی چلے جانے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ خواہ یہ غلطی جان بوجھ کر نہ ہو۔

ج...... وضو، غسل یا کلی کرتے وقت غلطی سے پانی حلق سے نیچے چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر اس صورت میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔

کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س...... گزشتہ رمضان میں کانچ سے میرا ہاتھ زخمی ہوگیا تھا، زخم گہرا تھا، لہٰذا ڈاکٹر نے ٹانکے لگانے کے لئے مجھے ایک انجکشن بھی لگایا، اور کوئی چیز بھی سنگھائی، پانی پینے کے لئے ڈاکٹر نے اصرار کیا، مگر میں نے روزے کی وجہ سے پانی نہیں پیا، وہاں سے فراغت کے بعد میں ایک مولوی صاحب کے پاس گیا، جن سے ذکر کیا کہ مجھے انجکشن دیا گیا اور پھر ٹانکے لگائے گئے، تو انہوں نے کہا کہ تمہارا روزہ ٹوٹ گیا ہے، خود ہی میرے لئے دُودھ اور ڈبل روٹی لائے اور کہا کہ کھاؤ، اور میں نے کھالیا، تو کیا اب اس

روزے کے بدلے ایک روزے کی قضا ہوگی؟ اور میرا یہ عمل ٹھیک ہوا یا نہیں؟

ج...... انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن آپ نے چونکہ مولوی صاحب کے "فتوے" پر عمل کیا ہے، اس لئے آپ کے ذمہ صرف قضا ہے، کفارہ نہیں۔

روزہ دار نے زبان سے چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا

س...... اگر کسی نے روزے کی حالت میں کوئی چیز چکھ لی تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج...... زبان سے کسی چیز کا ذائقہ چکھ کر تھوک دیا تو روزہ نہیں ٹوٹا، مگر بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

منہ سے نکلا ہوا خون مگر تھوک سے کم، نگل لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا

س...... ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں میرے منہ سے خون نکل آیا اور میں اسے نگل گیا، مجھے کسی نے کہا کہ تمہارا روزہ نہیں رہا، کیا واقعی میرا روزہ نہیں رہا؟

ج...... اگر خون منہ سے نکل رہا تھا، اس کو تھوک کے ساتھ نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا، البتہ اگر خون کی مقدار تھوک سے کم ہو اور حلق میں خون کا ذائقہ محسوس نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

روزے میں تھوک نگل سکتے ہیں

س...... روزے کی حالت میں اکثر اوقات بے حد تھوک آتا ہے، کیا ایسی حالت میں تھوک نگل سکتے ہیں؟ کیونکہ نماز پڑھنے کے دوران ایسی حالت میں بے حد مشکل پیش آتی ہے۔

ج...... تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، مگر تھوک جمع کرکے نگلنا مکروہ ہے۔

ناک اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

س...... آنکھ، ناک اور کان میں دوائی ڈالنے سے روزے پر کیا اثر پڑتا ہے؟ زخم پر

دوائی لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ خواہ دوائی خشک ہو یا مرہم کی طرح ہو۔

ج..... آنکھ میں دوائی ڈالنے یا زخم پر مرہم لگانے یا دوائی لگانے سے روزے میں کوئی فرق نہیں آتا، لیکن ناک اور کان میں دوائی ڈالنے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے، اور اگر زخم پیٹ میں ہو یا سر پر ہو اور اس پر دوائی لگانے سے دماغ یا پیٹ کے اندر دوائی سرایت کر جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

روزے میں بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س..... اگر کوئی روزے میں غلطی سے پانی پی لے یا دُوسری چیزیں کھالے اور اس کو خیال نہیں رہا کہ اس کا روزہ ہے، لیکن بعد میں اس کو یاد آجائے کہ اس کا روزہ ہے، تو بتایئے کہ اس کا کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

ج..... اگر بھول کر کھاپی لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں! اگر کھاتے کھاتے یاد آجائے تو یاد آنے کے بعد فوراً چھوڑ دے۔ لیکن اگر روزہ تو یاد ہو، مگر غلطی سے پانی حلق کے نیچے چلا جائے تو روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔

بازو اور رگ والے انجکشن کا حکم

س..... جو انجکشن ڈاکٹر حضرات بازو میں لگاتے ہیں، کیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ اور یہ کہ بازو والا انجکشن اور رگ والا انجکشن ان دونوں کا ایک ہی حکم ہے یا الگ الگ؟

ج..... کسی بھی انجکشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اور رگ اور بازو دونوں میں انجکشن لگانے کا ایک ہی حکم ہے۔

روزہ دار کو گلوکوز چڑھانا یا انجکشن لگوانا

س..... گلوکوز جو ایک بڑے تھیلے کی شکل میں ہوتا ہے، اس کو ڈاکٹر صاحبان انسان کی رگ میں لگاتے ہیں، کیا اس کے لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ خواہ لگوانے والا

مریض ہو یا جسم کی طاقت کے لئے لگوائے؟

ج...... گلوکوز لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ یہ گلوکوز کسی عذر کی وجہ سے لگایا جائے، بلا عذر گلوکوز چڑھانا مکروہ ہے۔

خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س...... اگر کسی نے روزے کی حالت میں جان بوجھ کر خون دیا تو اس کا روزہ صحیح رہے گا یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس پر قضا لازم ہوگی یا کفارہ؟

ج...... خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س...... کیا خون نکلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ میرا روزہ تھا، تقریباً دو بجے میرا ہاتھ کٹ جانے سے کافی خون نکل گیا، کیا میرا روزہ ہو گیا ہے؟

ج...... خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

روزے میں دانت سے خون نکلنے کا حکم

س...... دانت سے کسی وجہ سے خون نکل پڑے تو کیا روزہ اور وضو ٹوٹ جائے گا؟

ج...... وضو تو خون نکلنے سے ٹوٹ جائے گا، اور روزے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر خون حلق سے نیچے چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں۔

روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا

س...... ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنے سے کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

ج...... ٹوتھ پیسٹ کا استعمال روزے کی حالت میں مکروہ ہے، تاہم اگر حلق میں نہ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

قضا روزوں کا بیان

بلوغت کے بعد اگر روزے چھوٹ جائیں تو کیا کیا جائے؟

س...... بچپن میں مجھے والدین روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ تم پر روزے ابھی فرض نہیں ہیں، میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ میں بالغ تھا، اور میرے خیال کے مطابق میں نے چار پانچ سال کے بعد روزے رکھنے شروع کئے۔

ج...... بالغ ہونے کے بعد سے جتنے روزے آپ نے نہیں رکھے، ان کی قضا لازم ہے، اگر بالغ ہونے کا سال ٹھیک سے یاد نہ ہو تو اپنی عمر کے تیرہویں سال سے اپنے آپ کو بالغ سمجھتے ہوئے تیرہویں سال سے روزے قضا کریں۔

تندرست آدمی قضا روزوں کا فدیہ نہیں دے سکتا

س...... زید کی بیوی نے رمضان شریف کے روزے نہیں رکھے، کیونکہ بیماری اور حاملہ ہونے کے بعد سے، میری معلومات کے مطابق ایسے روزوں کی قضا ہوتی ہے۔ ایک رمضان کے بعد دُوسرے رمضان سے پہلے یہ قضا پوری کی جاتی ہے، جبکہ زید کی بیوی کہتی ہے کہ جب رمضان میں ہی روزے نہیں رکھے گئے تو عام دنوں میں کیسے رکھ سکتے ہیں؟ ان روزوں کے بدلے مسکینوں کو کھانا کھلادو۔ اس طرح انہوں نے تقریباً ۷۵روپے ایک غریب عورت کو دے دیئے، کیا یہ جائز ہے؟ کیا یہ روزوں کا بدل ہوسکتا ہے؟ کیا اس کے دینے سے روزوں کی قضا معاف ہوگئی؟ کون سے لوگ روزوں کے

بدلے مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہیں؟

ج...... روزے کا فدیہ صرف وہ شخص دے سکتا ہے جو روزہ رکھنے پر نہ تو فی الحال قادر ہو اور نہ آئندہ توقع ہو۔ مثلاً: کوئی اتنا بوڑھا ہے کہ روزے کا تحمل نہیں کرسکتا، یا ایسا بیمار ہے کہ اس کے شفایاب ہونے کی کوئی توقع نہیں۔ زید کی بیوی روزہ رکھ سکتی ہے، محض غفلت اور تساہل کی وجہ سے نہیں رکھتی، اس کا روزے کے بدلے فدیہ دینا صحیح نہیں بلکہ روزوں کی قضا لازم ہے، اس نے جو پیسے کسی محتاج کو دیئے یہ خیرات کی مد میں شمار ہوں گے، جتنے روزے اس کے ذمہ ہیں سب کی قضا کرے۔

قضا روزوں کا فدیہ

کمزور یا بیمار آدمی روزے کا فدیہ دے سکتا ہے

س...... اگر کوئی شخص کمزور یا بیمار ہو اور جو روزہ رکھنے سے نقاہت محسوس کرے تو کیا وہ کسی دُوسرے کو سحری اور اِفطاری کا سامان دے کر روزہ رکھواسکتا ہے؟ اور کیا اس طرح اس کے سر سے روزے کا کفارہ اُتر جائے گا؟ کوئی گناہ تو نہیں ہوگا؟

ج...... اگر اتنا بوڑھا یا بیمار ہے کہ نہ روزہ رکھ سکتا ہے، نہ یہ توقع ہے کہ وہ آئندہ رکھ سکے گا، اس کے لئے فدیہ ادا کردینا جائز ہے، ہر روزے کے فدیے کے لئے کسی مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلادے یا دو سیر غلہ یا اس کی قیمت دیا کرے۔ باقی وہ کسی دُوسرے سے اپنے لئے روزہ نہیں رکھواسکتا، شریعت میں کمزور شخص کے لئے فدیہ دینے کا حکم ہے۔

نہایت بیمار عورت کے روزوں کا فدیہ دینا جائز ہے

س...... میری والدہ محترمہ نے بوجہ بیماری چھ مہینے روزے چھوڑے ہیں، اور اب بھی

بیمار ہیں، اور روزے رکھنے کے قابل نہیں، ان کا تین مرتبہ رسولی کا آپریشن ہو چکا ہے، اب ان کو یہ فکر لاحق ہے کہ ان روزوں کو کیسے ادا کیا جائے؟ آپ سے درخواست ہے کہ اس کا حل بتا کر مشکور فرمائیں، نیز روزوں کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے؟ کس چیز سے ادا ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آمین۔

ج...... آپ کی والدہ کو چونکہ روزے رکھنے کی طاقت نہیں ہے، اس لئے جتنے روزے ان کے ذمے ہیں ان کا فدیہ ادا کردیں، ایک روزے کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ہے، یعنی دو سیر گندم یا اس کی قیمت، اس حساب سے قضا شدہ روزوں کا فدیہ دیں اور آئندہ بھی جتنے روزے ان کی زندگی میں آئیں اسی حساب سے ان کا فدیہ دیتی رہیں۔

دینی مدرسہ کے غریب طلبہ کے کھانے کے لئے روزے کا فدیہ دیں

س...... میری والدہ ماجدہ ضعیف العمر ہیں، وہ انتہائی کمزور ہیں کہ روزے رکھنے کی ان میں طاقت نہیں ہے، وہ آزاد کشمیر راولاکوٹ کے ایک دیہات میں رہائش پذیر ہیں، میں ان کے روزوں کے بدلے میں کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں، ہمارے دیہات میں ایسا کوئی مسکین نہیں ہے کہ جسے روز دو وقت کا کھانا کھلایا جائے، ہمارے مرکز میں ایک مسجد اور اس کے ساتھ دینی مدرسہ ہے، میں اس مدرسہ میں رقم بھیجنا چاہتا ہوں۔ برائے مہربانی تفصیل سے جواب دیجئے کہ میں ساٹھ روزوں کی پاکستان کے حساب سے کل کتنی رقم بھیجوں؟

ج...... دینی مدرسہ کے غریب طلبہ کو فدیے کی رقم دی جاسکتی ہے، مدرسہ کی کسی دُوسری مد میں اس رقم کا استعمال جائز نہیں، ہر روزے کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ہے۔

ساٹھ روزوں کا فدیہ ساٹھ صدقۂ فطر کے برابر ہوا، جس دن آپ یہ فدیہ ادا کریں اس دن کی قیمت کے لحاظ سے رقم دے دیں۔

قضا روزوں کا فدیہ ایک ہی مسکین کو ایک ہی وقت میں دینا جائز ہے

س…… رمضان المبارک کے چند قضا روزوں کا فدیہ ایک غریب یا مسکین کو بھی ایک ہی دن میں دے سکتے ہیں؟

ج…… چند روزوں کا فدیہ ایک ہی مسکین کو ایک ہی وقت میں دے دینا جائز ہے، مگر اس میں اختلاف ہے، اس لئے احتیاط تو یہی ہے کہ کئی روزوں کا فدیہ ایک کو نہ دے، لیکن دے دینے کی بھی گنجائش ہے۔

مرحومین کے قضا شدہ روزوں کا فدیہ ادا کرنا اشد ضروری ہے

س…… مسلمانوں کی اکثریت بے نمازی اور روزہ خور ہے، جب وہ مرجاتے ہیں تو ان کا سوم، دسواں، چالیسواں، برسی وغیرہ عام طور سے کی جاتی ہے، قرآن خوانی بھی ہوتی ہے، جس میں خوشی بے خوشی لوگ شریک ہوتے ہیں، پڑوس کی مسجد مدرسہ کے طلبہ جلدی سے کلام پاک کی تلاوت نمٹا دیتے ہیں، چنوں پر کلمہ طیبہ کا ورد ہوتا ہے، کھانے کھلائے جاتے ہیں، کچھ خیر خیرات بھی کردی جاتی ہے، لیکن مرحومین نے جو بے شمار نمازیں اور روزے قضا کئے، ان کا کفارہ ادا کرنے کا کہیں تذکرہ نہیں آتا۔ میں نے دیکھا ہے کہ مرحوم لاکھوں کی جائیداد چھوڑ گئے اور مرحوم کے ورثاء یعنی بیٹے، بیٹی، بیوی وغیرہ کو اپنے اپنے حصے ملے، لیکن مرحوم باپ کے قضا روزوں اور قضا نمازوں کا بقایا کوئی ادا نہیں کرنا چاہتا۔ میں بہت شوق سے ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' ۱۹۷۸ء سے پڑھ رہا ہوں، اسی سے معلوم ہوا کہ قضا روزوں کا ''فدیۂ دینا چاہئے، لیکن آپ نے ایک سوال کے جواب میں یہ بھی لکھ دیا کہ مرنے والا وصیت کرجائے کہ قضا شدہ نماز، روزوں کا فدیہ اس کے وارث ادا کریں۔ اور آپ نے کہیں اس پر زور نہیں دیا کہ نالائق وارث ازخود اپنے مرحوم باپ کی قضا نماز، روزوں کا فدیہ ادا کریں، میں نے حال ہی میں ایک کتاب فتاویٰ قادریہ پڑھی ہے، جو ایک فرنگی محلی عالم کی لکھی ہوئی

ہے، اس میں تیس چالیس سال پہلے کسی سعادت مند وارث نے اپنے کسی مرحوم کی زندگی کی تمام نمازوں کا فدیہ معلوم کیا تھا، تو عالم صاحب نے دو چار لاکھ روپے فدیہ کی رقم بتائی تھی۔ یہ تو بہت اہم مسئلہ ہوا، اب آپ یہ بتایئے کہ مرحوم کے قضاشدہ روزوں اور نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کا کوئی چرچا نہیں ہوتا، تو کیا فوت شدہ نمازیں اور روزے روزِ حشر معاف ہوجائیں گے؟

ج...... مرحوم کی طرف سے فدیہ کے چند مسائل ذکر کرتا ہوں، تمام مسلمانوں کو ان مسائل کا علم ہونا چاہئے۔

اوّل:...... جو شخص ایسی حالت میں مرے کہ اس کے ذمہ روزے ہوں یا نمازیں ہوں، اس پر فرض ہے کہ وصیت کر کے مرے کہ اس کی نمازوں کا اور روزوں کا فدیہ ادا کردیا جائے، اگر اس نے وصیت نہیں کی تو گناہگار ہوگا۔

دوم:...... اگر میّت نے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی ہو تو میّت کے وارثوں پر فرض ہوگا کہ مرحوم کی تجہیز و تکفین اور ادائے قرضہ جات کے بعد اس کی جتنی جائیداد باقی رہی، اس کی تہائی میں سے اس کی وصیت کے مطابق اس کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا کریں۔

سوم:...... ا ر مرحوم نے وصیت نہیں کی یا اس نے مال نہیں چھوڑا، لیکن وارث اپنی طرف سے مرحوم کی نماز، روزوں کا فدیہ ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے توقع ہے کہ یہ فدیہ قبول کرلیا جائے گا۔

چہارم:...... ایک روزے کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ہے، یعنی تقریباً پونے دو کلو غلہ، پس ایک رمضان کے تیس روزوں کا فدیہ ساڑھے باون کلو ہوا، اور تین رمضانوں کے نوّے روزوں کا فدیہ ۱۵۷.۵ کلو غلہ ہوا، اسی کے مطابق مزید حساب کرلیا جائے۔

اسی طرح ہر نماز کا فدیہ بھی صدقۂ فطر کے مطابق ہے، اور وتر سمیت دن رات

کی چھ نمازیں ہیں (پانچ فرض اور ایک واجب)، پس ایک دن کی نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس کلو ہوا، اور ایک مہینے کی نمازوں کا فدیہ ۳۱۵ کلو ہوا، اور ایک سال کی نمازوں کا فدیہ ۳۷۸۰ کلو ہوا۔ مرحوم کے ذمہ جتنی نمازیں اور جتنے روزے رہتے ہیں، اسی حساب سے ان کا فدیہ ادا کیا جائے۔

پنجم:...... جو حکم رمضان کے فرض روزوں کا ہے، وہی نذر (منّت) کے واجب روزوں کا بھی ہے، پس اگر کسی نے کچھ روزوں کی منّت مانی تھی، پھر ان کو ادا نہیں کرسکا تھا کہ انتقال ہوگیا، تو ہر روزے کا فدیہ مندرجہ بالا شرح کے مطابق ادا کیا جائے۔

ششم:...... اگر وارث کے پاس اتنا مال نہیں کہ مرحوم کی جانب سے نمازوں اور روزوں کے سارے فدیے یک مشت ادا کرسکے تو تھوڑا تھوڑا کرکے ادا کرنا بھی جائز ہے۔

روزہ توڑنے کا کفارہ

روزہ توڑنے والے کے متعلق کفارہ کے مسائل

س...... مولانا صاحب! یہ بتایئے کہ قضا روزے کے بدلے میں تو صرف ایک روزہ رکھنے کا حکم ہے، لیکن کفارہ کی صورت میں ساٹھ مسکینوں کو جو کھانا کھلانے کا حکم ہے اس کے بارے میں وضاحت کریں کہ ساٹھ مسکینوں کا اکٹھا کھانا کھلانے کا حکم ہے یا پھر ایک وقت کے کھانے کا حساب لگاکر اتنی ہی رقم ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کی جائے یا پھر کھانا کھلانے کا ہی حکم ہے؟ مثلاً پانچ روپے فی کس فی کھانے کے حساب سے ساٹھ مسکینوں میں رقم تقسیم کی جائے؟

ج...... کفارہ کے مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱:...... جو شخص روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے لئے روزہ توڑنے کا

کفارہ دو مہینے کے پے درپے روزے رکھنا ہے، اگر درمیان میں ایک روزہ بھی چھوٹ گیا تو دوبارہ نئے سرے سے شروع کرے۔

۲:......اگر چاند کے مہینے کی پہلی تاریخ سے روزے شروع کئے تھے تو چاند کے حساب سے دو مہینے کے روزے رکھے، خواہ یہ مہینے ۲۹، ۲۹ کے ہوں یا ۳۰، ۳۰ کے، لیکن اگر درمیان مہینے سے شروع کئے تو ساٹھ دن پورے کرنے ضروری ہیں۔

۳:...... جو شخص روزے رکھنے پر قادر نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا ہر مسکین کو صدقۂ فطر کی مقدار کا غلہ یا اس کی قیمت دے دے۔

۴:...... اگر ایک رمضان کے روزے کئی دفعہ توڑے تو ایک ہی کفارہ لازم ہوگا، اور اگر الگ الگ رمضانوں کے روزے توڑے تو ہر روزے کے لئے مستقل کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

۵:...... اگر میاں بیوی نے رمضان کے روزے کے درمیان صحبت کی تو دونوں پر الگ الگ کفارہ لازم ہوگا۔

قصداً رمضان کا روزہ توڑ دیا تو قضا اور کفارہ لازم ہیں

س...... مولانا صاحب! اگر کسی نے جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ کفارہ کس طرح ادا کیا جائے، لگاتار روزے رکھنا ضروری ہیں؟

ج...... رمضان شریف کا روزہ توڑنے پر قضا بھی لازم ہے، اور کفارہ بھی۔ رمضان شریف کے روزے توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے، درمیان میں وقفہ کرنا دُرست نہیں، اگر کسی وجہ سے درمیان میں ایک دن کا روزہ بھی رہ گیا تو دوبارہ نئے سرے سے شروع کرے، یہاں تک کہ دو مہینے کے روزے بغیر وقفے کے پورے ہوجائیں۔ اور جو بیماری، کمزوری یا بڑھاپے کی وجہ سے روزے رکھنے پر قادر نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔

رمضان اور تراویح

رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں دن کی عبادت روزہ ہے اور رات کی عبادت تراویح، اور حدیث شریف میں دونوں کو ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

"جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَقِیَامُ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا".

(مشکوٰۃ ص:۱۷۳)

ترجمہ:...... "اللہ تعالیٰ نے اس ماہِ مبارک کے روزے کو فرض کیا ہے اور اس میں رات کے قیام کو نفلی عبادت بنایا ہے۔"

اس لئے دونوں عبادتیں کرنا ضروری ہیں، روزہ فرض ہے، اور تراویح سنتِ مؤکدہ ہے۔

تراویح کی رکعات بیس ہیں

اور تراویح کی رکعات بیس ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت سے آج تک بیس ہی تراویح چلی آتی ہیں اور اس مسئلے میں کسی امامِ مجتہد کا بھی اختلاف نہیں، سب بیس ہی کے قائل ہیں، البتہ اہلِ حدیث حضرات آٹھ پڑھتے ہیں، پس جو شخص اس مسلک کا ہو وہ تو آٹھ پڑھ لیا کرے، مگر باقی مسلمانوں کے لئے آٹھ پڑھنا

دُرست نہیں، ورنہ سنتِ مؤکدہ کے تارک ہوں گے اور ترکِ سنت کی عادت ڈال لینا گناہ ہے۔

مؤطا امام مالکؒ "باب ما جاء فی قیام رمضان" میں یزید بن رومانؒ سے روایت ہے:

"کان یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلٰث وعشرین رکعة."

اور امام بیہقی رحمہ اللہ (ج:۲ ص:۴۹۶) نے حضرت سائب بن یزید صحابیؓ سے بھی بسند صحیح یہ حدیث نقل کی ہے۔ (نصب الرایہ ج:۲ ص:۱۵۴)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے بیس تراویح کا معمول چلا آتا ہے، اور یہی نصاب خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہے، اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خصوصاً حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں ہوسکتی کہ وہ دین کے کسی معاملے میں کسی ایسی بات پر بھی متفق ہوسکتے تھے جو منشائے خداوندی اور منشائے نبویؐ کے خلاف ہو۔ حضرت حکیم الاُمت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

"ومعنی اجماع کہ بر زبان علماء دین شنیدہ باشی ایں نیست کہ ہمہ مجتہدین لا یشذ فرد درعصر واحد بر مسئلہ اتفاق کنند۔ زیرا کہ ایں صورتے ست غیر واقع بل غیر ممکن عادی، بلکہ معنی اجماع حکم خلیفہ است بچیزے بعد مشاورہ ذوی الرأی یا بغر آں، ونفاذ آں حکم تا آنکہ شائع شد و در عالم ممکن گشت۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی. الحدیث۔"

(ازالۃ الخفاء ص:۲۶)

ترجمہ:...... ''اجماع کا لفظ تم نے علمائے دین کی زبان سے سنا ہوگا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی زمانے میں تمام مجتہدین کسی مسئلے پر اتفاق کریں، بایں طور کہ ایک بھی خارج نہ ہو، اس لئے کہ یہ صورت نہ صرف یہ کہ واقع نہیں، بلکہ عادۃً ممکن بھی نہیں، بلکہ اجماع کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ، ذو رائے حضرات کے مشورے سے یا بغیر مشورے کے کسی چیز کا حکم کرے اور اسے نافذ کرے یہاں تک کہ وہ شائع ہوجائے اور جہان میں مستحکم ہوجائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے بعد کے خلفائے راشدین کی سنت کو۔''

آپ غور فرمائیں گے تو بیس تراویح کے مسئلے میں یہی صورت پیش آئی کہ خلیفۂ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُمت کو بیس تراویح پر جمع کیا اور مسلمانوں نے اس کا التزام کیا، یہاں تک کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے الفاظ میں ''شائع شد و در عالم ممکن گشت'' یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء نے بیس تراویح کو بجا طور پر ''اجماع'' سے تعبیر کیا ہے۔

ملک العلماء کاسانیؒ فرماتے ہیں:

''ان عمر رضی اللہ عنہ جمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شھر رمضان علی ابی بن کعب فصلی بھم فی کل لیلۃ عشرین رکعۃ ولم ینکر علیہ احد فیکون اجماعًا منھم علٰی ذالک۔''

(بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۸۸، مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ:...... ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو ماہِ رمضان میں اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدا پر جمع کیا، وہ ان کو ہر رات بیس رکعتیں پڑھاتے تھے، اور اس پر کسی نے نکیر نہیں کی، پس یہ ان کی جانب سے بیس تراویح پر اجماع ہوا۔“

اور موفق ابنِ قدامہ الحنبلی، المغنی (ج:۱ ص:۸۰۳) میں فرماتے ہیں: ”وھذا کالاجماع“ اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ) بیس تراویح پر متفق ہیں، جیسا کہ ان کی کتب فقہیہ سے واضح ہے، ائمہ اربعہ کا اتفاق بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ بیس تراویح کا مسئلہ خلف سے تواتر کے ساتھ منقول چلا آتا ہے۔ اس ناکارہ کی رائے یہ ہے کہ جو مسائل خلفائے راشدینؓ سے تواتر کے ساتھ منقول ہوں اور جب سے اب تک انہیں اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) کے تعامل کی حیثیت حاصل ہو، ان کا ثبوت کسی دلیل و برہان کا محتاج نہیں، بلکہ انکی نقلِ متواتر اور تعاملِ مسلسل ہی سو ثبوت کا ایک ثبوت ہے: ”آفتاب آمد دلیلِ آفتاب!“

نماز کی پابندی نہ کرنے والے اور داڑھی کترانے والے حافظ کی اقتدا میں تراویح

س...... ایک حافظ قرآن پورے سال پابندی کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا، مگر جب ماہِ رمضان آتا ہے تو کسی مسجد میں ختمِ قرآن سناتا ہے، سوال یہ ہے کہ ایسے حافظ کے پیچھے تراویح کی نماز پڑھنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ نیز ایک مٹھی کے اندر داڑھی کتروانے والا حافظ یعنی ایک مٹھی سے داڑھی کم ہو تو ایسے حافظ کے پیچھے نمازِ تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... ایسے حافظ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں، اس کے بجائے الم ترکیف کے

ساتھ تراویح پڑھ لینا بہتر ہے۔

تراویح میں تیز رفتار حافظ کے پیچھے قرآن سننا کیسا ہے؟

س…… سورۃ مزمل کی ایک آیت کے ذریعہ تاکید کی گئی ہے کہ قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، اس کے برعکس تراویح میں حافظ صاحبان اس قدر روانی سے پڑھتے ہیں کہ الفاظ سمجھ میں نہیں آتے، اگر وہ ایسا نہ کریں تو پورا قرآن وقتِ مقررہ پر ختم نہیں کرسکتے، باپ اور بیٹا دونوں حافظ ہیں، بیٹا باپ سے زیادہ روانی سے پڑھتا ہے، جس پر لوگوں نے باپ کو ''حافظ ریل'' اور بیٹے کو ''حافظ انجن'' کے لقب سے نوازا ہے، اور وہ اب اسی نام سے پہچانے جاتے ہیں، کیا تراویح میں اس طرح پڑھنا دُرست ہے؟

ج…… تراویح کی نماز میں عام نمازوں کی نسبت ذرا تیز پڑھنے کا معمول تو ہے، مگر ایسا تیز پڑھنا کہ الفاظ صحیح طور پر ادا نہ ہوں، اور سننے والوں کو سوائے **یعلمون تعلمون** کے کچھ سمجھ نہ آئے، حرام ہے، ایسے حافظ کے بجائے الم ترکیف سے تراویح پڑھ لینا بہتر ہے۔

بغیر عذر کے تراویح بیٹھ کر پڑھنا کیسا ہے؟

س…… دیگر نفل کی طرح کیا تراویح بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟

ج…… تراویح بغیر عذر کے بیٹھ کر نہیں پڑھنی چاہئے، یہ خلافِ استحباب ہے، اور ثواب بھی آدھا ملے گا۔

دو تین راتوں میں مکمل قرآن کر کے بقیہ تراویح چھوڑ دینا

س…… میرے بعض دوست ایسے ہیں جو کہ رمضان کی شروع کی ایک رات یا تین راتوں میں پورا قرآن شریف تراویح میں سن لیتے ہیں اور پھر بقیہ دنوں میں تراویح نہیں پڑھتے، کیا یہ دُرست ہے؟ دُوسرے یہ کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ پورا قرآن ایک رات میں سن کر باقی راتوں میں امام صاحب کے ساتھ فرض پڑھ کر

تراویح خود اکیلے جلدی پڑھ لیتے ہیں، کیا یہ دُرست ہے؟
ج...... تراویح پڑھنا مستقل سنت ہے، اور تراویح میں پورا قرآنِ کریم سننا الگ سنت ہے، جو شخص ان میں سے کسی ایک سنت کا تارک ہوگا وہ گناہگار ہوگا۔

تراویح میں ختمِ قرآن کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

س...... تراویح میں جب قرآنِ پاک ختم کیا جاتا ہے تو بعض حفاظِ کرام آخری دوگانہ میں تین مرتبہ سورۂ اِخلاص، ایک مرتبہ سورۂ فلق، سورۃ الناس اور دُوسری رکعت میں البقرہ کا پہلا رُکوع پڑھتے ہیں، اور بعض حفاظ سورۂ اِخلاص کو صرف ایک مرتبہ پڑھتے ہیں اور آخری دو رکعتوں میں البقرہ کا پہلا رُکوع اور دُوسری رکعت میں سورۂ والصافات کی آخری آیات پڑھتے ہیں، ختمِ قرآن تراویح کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

ج...... ویسے تو قرآن شریف سورۂ والناس پر ختم ہوجاتا ہے، لہٰذا اگر کوئی حافظ سورۃ الناس آخری رکعت میں پڑھیں اور سورۃ البقرہ شروع نہ کریں تو یہ دُرست ہے، لیکن جو حفاظِ کرام سورۃ الناس کے بعد بیسویں رکعت میں سورۃ البقرہ شروع کردیتے ہیں یا اُنیسویں رکعت میں سورۃ البقرہ اور بیسویں رکعت میں سورۂ والصافات کی آخری دُعائیہ آیات پڑھتے ہیں تو اگر اس طریقہ کو وہ لازمی نہیں سمجھتے ہیں تو اس طرح سے ختمِ قرآن کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ سورۃ الناس کے بعد سورۃ البقرہ شروع کرنے میں اس بات کی طرف لطیف سا اشارہ ہوتا ہے کہ تلاوتِ قرآن میں تسلسل ہونا چاہئے، اور حدیث شریف میں اس کی تعریف آتی ہے کہ آدمی قرآنِ کریم ختم کرکے دوبارہ شروع کردے، اس لئے یہ بہتر ہے کہ ایک قرآن ختم کرکے فوراً دُوسرا قرآن شروع کردیا جائے، البتہ اس طریقہ کو اگر لازمی سمجھا جائے تو دُرست نہیں۔

جماعت سے فوت شدہ تراویح وتروں کے بعد ادا کی جائے یا پہلے؟

س...... ہم اگر تراویح میں دیر سے پہنچتے ہیں تو پہلے عشاء کی نماز پڑھ کر امام کے ساتھ تراویح میں شامل ہوجاتے ہیں اور جو ہماری تراویح رہ جاتی ہے اس کو وتر کے بعد میں پڑھنا چاہئے یا وتر سے پہلے پڑھیں؟ اور اگر بقیہ تراویح نہ پڑھیں تو کوئی گناہ تو نہیں ہے؟

ج...... وتر جماعت کے ساتھ پہلے پڑھ لیں، بعد میں باقی ماندہ تراویح پڑھیں۔

کیا تراویح کی قضا پڑھنی ہوگی؟

س...... جہاز پر ہماری ڈیوٹی رات آٹھ بجے سے بارہ بجے تک ہوتی ہے، اس وقت ہم میں سے اکثر لوگ صرف عشاء کی نماز قضا کرتے ہیں، کیا اس وقت ہم صرف عشاء پڑھیں یا قضا تراویح بھی پڑھ سکتے ہیں؟

ج...... عشاء کا وقت صبحِ صادق تک باقی رہتا ہے، اگر آپ ڈیوٹی سے پہلے عشاء نہیں پڑھ سکتے تو ڈیوٹی سے فارغ ہوکر بارہ بجے کے بعد جب عشاء کی نماز پڑھیں گے تو ادا ہی ہوگی، کیونکہ عشاء کو اس کے وقت کے اندر آپ نے ادا کرلیا، اور تراویح کی نماز کا وقت بھی عشاء سے لے کر صبحِ صادق سے پہلے تک ہے، اس لئے آپ لوگ جب عشاء کی نماز پڑھیں تو تراویح بھی پڑھ لیا کریں، اس وقت تراویح بھی قضا نہیں ہوگی، بلکہ ادا ہی ہوگی۔ اگر کوئی شخص صبحِ صادق سے پہلے تراویح نہیں پڑھ سکا، اس کی تراویح قضا ہوگئی، اب اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا، کیونکہ تراویح کی قضا نہیں۔

اکیلے تراویح ادا کرنا کیسا ہے؟

س...... اگر کوئی انسان نمازِ تراویح باجماعت ادا نہ کرسکے تو کیا وہ الگ پڑھ سکتا ہے؟

ج...... اگر کسی عذر کی وجہ سے تراویح باجماعت نہیں پڑھ سکتا تو تنہا پڑھ لے، کوئی حرج نہیں۔

عورتوں کا تراویح پڑھنے کا طریقہ

س...... عورتوں کا تراویح پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ وہ تراویح میں کس طرح قرآنِ پاک ختم کریں؟

ج...... کوئی حافظ محرَم ہو تو اس سے گھر پر قرآنِ کریم سن لیا کریں، اور نامحرَم ہو تو پسِ پردہ رہ کر سنا کریں، اگر گھر پر حافظ کا انتظام نہ ہوسکے تو الم ترکیف سے تراویح پڑھ لیا کریں۔

اِعتکاف
فضائل ومسائل

اِعتکاف کی فضیلت:

یہ اِعتکاف کی عبادت بہت اُونچی عبادت ہے،قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

"وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِىْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ." (الحج:۲٦)

یعنی: اور جب ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کا ٹھکانا بتلایا، بیت اللہ کی جگہ بتلائی، تو ہم نے ان کو چند حکم دیئے، ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا۔ یہ سنایا مکہ کے مشرکین کو کہ انہوں نے اللہ کے گھر کو بت پرستی کا اَڈّہ بنا رکھا تھا۔ اور ایک حکم ہم نے یہ دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لئے اور نماز میں قیام کرنے والوں کے لئے، اور رُکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے تمام ظاہری اور معنوی نجاستوں سے پاک رکھئے۔

یہ طواف تو مخصوص ہے بیت اللہ شریف کے لئے، جہاں تک اِعتکاف کا تعلق ہے یہ تمام مساجد میں ہوتا ہے، کعبہ والی مسجد جو کعبہ کے اِردگرد ہے، اور جس کو "مسجدِ حرام" کہتے ہیں، اس میں اِعتکاف کرنا سب سے افضل ہے، دُوسرے نمبر پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں، تیسرے نمبر پر بیت المقدس کی مسجد میں، اور اس کے بعد تمام مساجد برابر ہیں، البتہ جس مسجد میں نمازِ پنج گانہ ہوتی ہو، اس میں اِعتکاف افضل ہے، اور پھر ترجیح کی وجوہ اور بھی ہوسکتی ہیں، کسی مسجد میں وعظ اور درس ہوتا ہے، اصلاح و ارشاد کا سلسلہ جاری ہے، وہاں اس نیت سے کہ ہمیں فائدہ پہنچے گا اِعتکاف کرنا افضل ہوگا۔

اِعتکاف کی قسمیں:

اِعتکاف ایک تو مسنون ہے، اور وہ ہے آخری عشرے کا اِعتکاف، (رمضان کے آخری دس دن کا اِعتکاف)، یہ مسنون ہے بطور سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ، یعنی سنتِ مؤکدہ ہے بطور کفایہ کے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک آدمی محلے میں اِعتکاف بیٹھ جائے تو مسجد کا حق ادا ہوجائے گا، اور محلے والے ترکِ اِعتکاف کی وجہ سے گناہگار نہ ہوں گے، لیکن اگر وہاں پر کوئی شخص بھی اِعتکاف میں نہ بیٹھے، جیسا کہ بہت سی مساجد ایسی ہیں کہ وہاں اللہ کا کوئی بندہ اِعتکاف نہیں بیٹھتا، تو پورا محلّہ مسجد کی حق تلفی کرنے والا شمار ہوگا۔ بہت سے دیہات ایسے ہیں جن میں مسجد اِعتکاف سے محروم رہتی ہے، بلکہ بہت سے قصبات ایسے ہیں کہ وہاں بعض مساجد میں کوئی بھی اِعتکاف میں بیٹھنے والا نہیں۔ میں نے اپنے بچپن میں دیکھا تھا کہ کسی ایسے جاہل آدمی کو پکڑ کر اِعتکاف میں بٹھا دیتے ہیں جو کچھ بھی نہیں جانتا اور اس کو کہتے ہیں کہ: ''میاں! تمہاری روٹی پانی کا انتظام ہم کردیں گے، تم مسجد میں اِعتکاف بیٹھ جاؤ'' وہ غریب سمجھتا تھا کہ مجھے دس دن کے لئے قید کر رہے ہیں، لیکن یوں سوچ کر کہ روٹی ملے گی، اِعتکاف میں بیٹھ جاتا تھا۔

بہرحال! رمضان کے آخری عشرے کا اِعتکاف تو مسنون ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ آنے کے بعد حتی الوسع کبھی بھی اس میں ناغہ نہیں

فرمایا، ایک سال کسی عذر کی وجہ سے ناغہ ہوگیا تھا تو دُوسرے سال بیس دن کا اِعتکاف فرمایا، گویا گزشتہ سال کے دس دن کی قضا بھی کی۔ اور رمضان المبارک کے آخری عشرے کے علاوہ دُوسرا اِعتکاف مستحب ہے، اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جب بھی آپ مسجد میں قدم رکھیں تو اِعتکاف کی نیت کرلیں کہ میں جب تک اس مسجد میں ہوں اِعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی شخص منّت مان لے کہ: ''اگر میرا فلاں کام ہوجائے تو اتنے دن کا اِعتکاف کروں گا'' تو کام ہوجانے کی صورت میں اتنے دنوں کا اِعتکاف اس کے ذمے لازم ہوجاتا ہے، اور یہ اِعتکاف واجب کہلاتا ہے۔

یہ تو میں نے اِعتکاف کا مسئلہ بیان کیا، ہمارے شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے اپنے رسالے ''فضائلِ رمضان'' میں اِعتکاف کی فضیلت میں یہ حدیث نقل کی ہے، اور یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ: ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ مسجدِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں معتکف تھے، آپؓ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کرکے چپ چاپ بیٹھ گیا، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا کہ: میں تمہیں غمزدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں، کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے! میں بے شک پریشان ہوں، کیونکہ فلاں کا مجھ پر حق (قرض) ہے، اور (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ اَطہر کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ) اس قبر والے کی عزّت کی قسم! میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: اچھا کیا میں اس سے تیری سفارش کروں؟ اس نے عرض کیا: جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما یہ سن کر جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے، اس شخص نے عرض کیا کہ: آپ اپنا اِعتکاف بھول گئے؟ فرمایا: بھولا نہیں ہوں، بلکہ میں نے اس قبر والے صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، اور ابھی زمانہ بھی کچھ زیادہ نہیں گزرا، یہ الفاظ کہتے ہوئے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ: جو

شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں جائے اور کوشش کرے، یہ اس کے لئے دس برس کے اِعتکاف سے افضل ہے، اور جو شخص ایک دن کا اِعتکاف بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ بنادیتے ہیں جن کی چوڑائی آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ ہے۔''

اِعتکاف کے لئے اِخلاص شرط ہے:

اور جب ایک دن کے نفل اِعتکاف کا ثواب یہ ہے تو رمضان المبارک کے آخری عشرے کے اِعتکاف کا کتنا ثواب ہوگا؟ ہم اس کا اندازہ نہیں کرسکتے ہیں۔ ہم کیا اندازہ کریں گے، اندازہ ہو ہی نہیں سکتا، یہ ہمارے قیاس اور اندازے سے باہر ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو، کوئی اور مقصد درمیان میں نہ ہو، اور یہ نیت کرلینا کچھ مشکل نہیں ہے، اگر پہلے اس نیت کا اِستحضار نہیں تھا تو اَب کرلو، بہت آسان ہے، بھئی! نیت تو اپنے قبضے کی چیز ہے، اگر کسی شخص کی نیت میں کسی اور چیز کی ملاوٹ تھی تو اس ملاوٹ کو ہٹادے، اور اَب نیت کرلے کہ: ''یااللہ! میں نے صرف آپ کی رضا کے لئے یہ کام کیا ہے، اور کر رہا ہوں، اگر اس میں میرے نفس کی کوئی شرارت شامل ہے، اگر اس میں کوئی دُنیاوی مفاد شامل ہے، اگر اس میں کوئی عزّت و جاہ کا مسئلہ شامل ہے تو یا اللہ! میں اس سے براءت کا اظہار کرتا ہوں'' بس نیت صحیح ہوگئی۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ سے عرض کردیا جائے کہ میں یہاں آپ کے گھر میں بس آپ کی رضا کے لئے بیٹھنا چاہتا ہوں اور بیٹھا ہوں، اس میں میری اور کوئی غرض شامل نہیں، اگر کوئی اور غرض شامل ہو تو میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ ایک تو یہ شرط ہوئی۔

مسجد کا ادب بجا لایا جائے:

اور دُوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ کے گھر بیٹھے، اللہ کا گھر سمجھتے ہوئے، اور اس کی

عظمت کا حق بجا لاتے ہوئے۔ عام حالات میں بھی مسجد کے اندر شور وشغب یا ہلڑ بازی جیسی کوئی چیز، جو وقار کے خلاف ہو، نہیں ہونی چاہئے۔

مسجد کے بارے میں بار بار ہم ایک ہی لفظ بول رہے ہیں: ''اللہ کا گھر'' اس میں کوئی شک تو نہیں ہے کہ مسجد واقعی اللہ کا گھر ہے، اللہ کی بارگاہِ عالی ہے، اور کسی معمولی حاکم کے دربار میں جاکے بھی آپ نہ بلند آواز سے باتیں کریں گے، نہ وہاں چیخیں گے، نہ وہاں کوئی بات وقار کے خلاف کریں گے، بلکہ جتنی دیر آپ وہاں اس کی بارگاہ میں رہیں گے اپنی وسعت کی حد تک نہایت ہی ادب اور اِحترام کے ساتھ رہیں گے، اسی طرح جب مساجد میں آؤ تو نہایت تقویٰ کے ساتھ آؤ، اور سکون و وقار کے ساتھ رہو، قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

''وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ''

(الحج:۳۲)

ترجمہ:...''اور جو شخص کہ تعظیم کرے شعائر اللہ کی، تو یہ بات ہے دِلوں کے تقویٰ کی وجہ سے۔''

جس قدر دِل میں تقویٰ ہوگا، اسی قدر اللہ کی نشانیاں، اللہ کے شعائر، جن میں مسجد سب سے پہلے شامل ہے، ان کا ادب ہوگا، اور جتنا ادب ہوگا اتنا دِل میں تقویٰ آئے گا۔

اِعتکاف کا مقصد کیا ہونا چاہئے؟

ہماری ایک ہی غرض ہونی چاہئے، ہمارا ایک ہی مقصد ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوجائے۔

اِعتکاف کی سوغات:

اب یہاں سے اِعتکاف کی کچھ سوغات لے کر جاؤ تب تو لطف ہے، اگر خالی برتن لے کر آئے اور خالی برتن لے کر چلے گئے پھر یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ؟

رہا یہ کہ یہاں سے آپ کو کیا لے کر جانا چاہئے؟ تو خوب سمجھ لو کہ یہ مسجد اللہ کا بازار ہے، اور یہ اِعتکاف کے دن نیکیوں کی منڈی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کے پاس وقت کی پونجی موجود ہے، اعضاء آپ کے صحیح ہیں، زبان چلتی ہے، ہاتھ پاؤں چلتے ہیں، جتنی زیادہ سے زیادہ نیکیاں لوٹ سکتے ہو لوٹ لو، اپنا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو، اخلاق، آداب، معاشرت، عبادات، عقائد، ان تمام سے اپنی جھولی بھر کر لے جاؤ، اِعتکاف کے دنوں میں چند چیزوں کی مشق کرو۔

اوّل:... فضول لایعنی کا ترک، جتنا چاہو کھاؤ، جتنا چاہو سوؤ، لیکن اِلتزام کرلو کہ فضول باتیں نہیں کریں گے، فضول کاموں میں مشغول ہونا وقت کا ضیاع ہے، اس سے پرہیز کرو۔

دوم:... ذکر وتلاوت کا اہتمام کرو، تاکہ اِعتکاف سے فارغ ہونے کے بعد بھی تمہیں ذکر وتلاوت سے مناسبت پیدا ہوجائے۔

سوم:... اپنے رُفقاء کا اِکرام کرنا سیکھو، اور کھانے میں، آرام میں، اور باقی چیزوں میں دُوسرے معتکفین کا خیال کرو، اور اپنی ضرورت پر دُوسروں کی ضرورت کو ترجیح دینے کی مشق کرو۔

چہارم:... رمضان مبارک کا آخری عشرہ خصوصاً طاق راتیں بہت مبارک ہیں، جہاں تک اپنی صحت وقوّت اجازت دے ان قیمتی لمحات کی قدر کرو، اور ان کو عبادت، ذکر وتلاوت، تسبیحات، دُرُود شریف اور صلوٰۃ التسبیح سے معمور کرو، لیکن بھئی! اپنی صحت وقوّت کا لحاظ ضرور رکھو، ایسا نہ ہو کہ اپنی ہمت سے زیادہ بوجھ اُٹھاؤ اور پھر

ہمت ہار دو۔

پنجم:... میں نے بہت تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ ہمارا اصل سرمایہ اِلتجاء الی اللہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی میں اپنی حاجات پیش کرنا، اسی سے بھیک مانگنے کے لئے ہم نے اِعتکاف کیا ہے، اور اس کریم داتا کے دروازے پر جمع ہوئے ہیں، اس لئے پوری دُنیا سے یکسو اور بے نیاز ہوکر اس کریم داتا سے مانگتے رہو، جو جی میں آئے مانگو، خوب جم کر مانگو، گڑگڑا کر مانو، اور اس طرح آہ و زاری کے ساتھ مانگو کہ اس کریم داتا کو ہماری عاجزی، ہماری بے کسی و بے بسی پر رحم آجائے۔

ششم:... یہاں جو اِصلاحی حلقے قائم ہوتے ہیں ان کی پابندی کرو، اور اپنے عیوب و نقائص کا مطالعہ کرو، اور حق تعالیٰ کے سامنے توبہ و اِستغفار کرو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں اور اپنے دروازے سے کسی کو خالی ہاتھ نہ لوٹائیں۔

اِعتکاف کے مسائل کا بیان

اِعتکاف کی تعریف:

شرع میں اِعتکاف کے معنی مرد کا ایسی مسجد میں اِعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا ہے جس کا اِمام و موٴذِّن مقرّر ہو، یعنی اس میں پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ ادا ہوتی ہو، اور عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ میں اِعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا ہے۔

اِعتکاف کی اقسام:

اِعتکاف تین قسم کا ہوتا ہے:

۱:... واجب:... اور وہ نذر کا اِعتکاف ہے، خواہ وہ نذر کسی شرط پر موقوف ہو یا موقوف نہ ہو، کسی شرط پر موقوف نہ ہونے کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ: ''اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمے واجب ہے کہ میں اتنے دن کا اِعتکاف کروں''، اور کسی شرط پر موقوف ہونے کی مثال یہ ہے کہ یوں کہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے میرے فلاں بیمار کو شفا دی تو میں اتنے دن کا اِعتکاف کروں گا۔'' واجب اِعتکاف کی کم سے کم مدّت اِمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایک دن ہے، کیونکہ اِعتکاف واجب میں روزہ شرط ہے، اور ایک دن سے کم کا روزہ مشروع نہیں ہے، اگر کسی نے کہا کہ: ''مجھ پر اللہ کے واسطے اِعتکاف کرنا واجب ہے'' اور اس کی مدّت متعین نہیں کی تو اس پر ایک دن کا اِعتکاف واجب ہوگا۔ اِعتکاف واجب کے لئے زیادہ مدّت کی کوئی حد مقرّر نہیں، پس اگر تمام عمر کے اِعتکاف کی نذر کرے تو جائز ہے۔

۲:... سنتِ مؤکدہ:... اور وہ ہر سال میں رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اِعتکاف ہے، اس کے لئے بھی روزہ شرط ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ سنت علی الکفایہ ہے، پس اگر بستی والوں میں سے کسی ایک آدمی نے یا بعض لوگوں نے اس سنت کو اَدا کرلیا تو باقی لوگوں سے اس کا مطالبہ ساقط ہوجائے گا، اگر بستی کے سب ہی لوگ اس کو ترک کردیں گے اور کوئی ایک شخص بھی اس سنت کو اَدا نہیں کرے گا تو سب گنہگار ہوں گے۔

۳:... مستحب:... یعنی سنت غیرمؤکدہ یا نفلی اِعتکاف، اور وہ مذکورہ بالا دونوں قسموں کے علاوہ ہے، پس جو شخص جس وقت چاہے مستحب اِعتکاف ادا کرسکتا ہے۔ مستحب یعنی نفلی اِعتکاف کی کم سے کم مدّت ایک ساعت یعنی تھوڑی دیر ہے، خواہ وہ رات کے وقت میں ہو یا دن کے وقت میں، اور یہ سال کے تمام دنوں میں جائز ہے، پس اِعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہونے سے ہی مستحب اِعتکاف حاصل

ہوجاتا ہے، خواہ وہ مسجد میں سے گزرتے ہوئے ہی اِعتکاف کی نیت کرلے اور مسجد میں بیٹھے نہیں اور خواہ رات کے وقت میں ایسا کرے، اس لئے کہ اس اِعتکاف میں اس کا صرف مسجد میں ٹھہرنا ضروری ہے خواہ وہ اتنا تھوڑا ہو جتنا کہ قدموں کے رکھنے میں وقت لگتا ہے۔ جب کوئی شخص مسجد میں اِعتکاف کی نیت سے داخل ہوا تو جب تک وہ مسجد میں رہے گا اِعتکاف کی حالت میں ہوگا اور جب مسجد سے باہر آجائے گا تو اس کا اِعتکاف ختم ہوجائے گا۔ جو شخص مسجد کے ایک دروازے سے داخل ہوکر دُوسرے دروازے سے نکلنے کا ارادہ کرے، تو چونکہ مسجد کو راستہ بنانا جائز نہیں ہے، اس لئے اس کے واسطے حیلہ یہ ہے کہ وہ مسجد میں اِعتکاف کی نیت سے داخل ہو تاکہ وہ مسجد کو راستہ بنانے والا نہ بنے۔

فائدہ:... جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اس کو اِعتکاف کی نیت کرلینی چاہئے، تاکہ وہ جب تک مسجد میں رہے، اس کے لئے اِعتکاف کا ثواب ملتا رہے، اور اس کو مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ جائز ہوجائے، اس طرح اس کو روزانہ بہت دفعہ اِعتکاف کرنے کا ثواب مل جائے گا۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت مسجد میں داخل ہونے کی دُعا کے ساتھ اِعتکاف کی نیت کے لئے یہ الفاظ کہہ لیا کرے: "نَوَیْتُ الْاِعْتِکَافَ مَا دُمْتُ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ" یا یوں کہے: "نَوَیْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِکَافِ"۔

اِعتکاف کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ واجب اِعتکاف میں یہ واجب اس کے ذمے سے ادا ہوجاتا ہے اور ثواب حاصل ہوتا ہے، اور نفلی اِعتکاف میں اس کو صرف ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اِعتکاف کا رُکن:

اس کا رُکن مسجد میں مخصوص طریقے پر ٹھہرنا ہے۔

اِعتکاف کی شرائط:

اِعتکاف کے صحیح ہونے کی شرطیں یہ ہیں:

ا:... نیت:... خواہ اِعتکاف واجب ہو یا سنت یا نفل ہو، اس کی صحت کے لئے نیت کا ہونا شرط ہے، نیت کے بغیر اِعتکاف کرنا جائز نہیں ہے، یعنی واجب اِعتکاف نیت کے بغیر کرنے سے اس کے ذمے سے ادا نہیں ہوگا، اور نفلی اِعتکاف نیت کے بغیر کرنے سے اس کا ثواب حاصل نہیں ہوگا، جب کسی ایسے کام کے لئے مسجد سے باہر جائے جس کے لئے جانا اِعتکاف والے کے لئے جائز ہے تو مسجد میں واپس آنے پر اس کو نئے سرے سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔

۲:... مسجد میں اِعتکاف کرنا:... جس مسجد میں اَذان و اِقامت ہوتی ہو وہاں اِعتکاف کرنا دُرست ہے، اور اس مسجد میں اِعتکاف کرنا دُرست نہیں ہے جس میں پانچوں وقت کی نماز کے لئے جماعت قائم نہ ہوتی ہو۔ جامع مسجد میں مطلقاً اِعتکاف جائز ہے خواہ وہاں پانچوں وقت کی جماعت ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو۔ سب سے افضل یہ ہے کہ مسجد الحرام میں اِعتکاف کرے، پھر مسجدِ نبوی میں افضل ہے، پھر مسجدِ اقصیٰ یعنی بیت المقدس میں، پھر ان تینوں مساجد کے علاوہ کسی جامع مسجد میں افضل ہے، اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ جامع مسجد میں پانچ وقت نماز جماعت سے ہوتی ہو، ورنہ اپنے محلے کی مسجد میں جس میں پانچ وقت نماز جماعت سے ہوتی ہو افضل ہے تاکہ نماز باجماعت کے لئے اس کو دُوسری جگہ جانے کی ضرورت نہ پڑے، پھر جس مسجد میں نمازی زیادہ ہوں اور وہاں جماعت بڑی ہوتی ہو، وہ افضل ہے۔ عورت اپنے گھر میں اس جگہ اِعتکاف کرے جو اس نے پانچ وقت نماز یا اِعتکاف کے لئے مقرّر کی ہو، اگر عورت نے اس مقرّرہ جگہ کے علاوہ گھر میں کسی اور جگہ اِعتکاف کیا تو اس کا اِعتکاف دُرست نہیں ہے، اگر اس نے پہلے سے گھر میں کوئی جگہ نماز کے لئے

مقرّر نہ کی ہو تو اَب مقرّر کرلے، اور اس میں اِعتکاف کرے۔ ہر عورت کے لئے مستحب ہے کہ اپنی نماز کے لئے اپنے گھر کے اندر ایک جگہ مقرّر کرلے اور اس کو ہر طرح کی آلائش سے پاک صاف رکھے، اگرچہ اس جگہ کے لئے مسجد کے اَحکام ثابت نہیں ہوتے، لیکن عورت کے حق میں یہ جگہ مسجد جماعت کے حکم میں ہوجائے گی۔ ردوں کے لئے بھی نمازِ نوافل کے لئے اپنے گھر میں جگہ مخصوص کرنا مستحب ہے۔ عورت کو خاوند کی اجازت کے بغیر اِعتکاف نہیں کرنا چاہئے۔

۳:... روزہ:... واجب یعنی نذر کے اِعتکاف میں روزہ شرط ہے، یہاں تک کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ: "اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمے واجب ہے کہ ایک مہینے کا اِعتکاف کروں" تو اس پر لازم ہے کہ ایک مہینے کا اِعتکاف کرے اور روزے بھی رکھے۔ اگر کسی نے رات کے اِعتکاف کی نذر کی تو دُرست نہیں ہے، کیونکہ رات کے وقت روزہ نہیں ہوتا، اور اگر رات کے ساتھ دن کے اِعتکاف کی بھی نیت کرے تب بھی دُرست نہیں ہے، کیونکہ اس نے نذر میں دن کو رات کے تابع کیا ہے، پس جب متبوع میں نذر باطل ہوگئی تو تابع میں بھی باطل ہوجائے گی، لیکن اگر دن کے اِعتکاف کی نذر کی اور اس کے ساتھ رات کے اِعتکاف کی بھی نیت کی تو دونوں کا اِعتکاف لازم ہوگا، اگر کسی نے یوں کہا کہ: "اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمے واجب ہے کہ میں رات اور دن کا اِعتکاف کروں" تو اس پر لازم ہے کہ رات اور دن کا اِعتکاف کرے اگرچہ رات کا روزہ نہیں ہوتا، لیکن رات اس میں داخل ہوجائے گی۔ نفلی اِعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے اور مسنون اِعتکاف یعنی رمضان المبارک کے آخری عشرے کے اِعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے، پس اگر کسی نے، مثلاً: مرض یا سفر وغیرہ عذر کی وجہ سے رمضان کے اَخیر عشرے کے روزے نہیں رکھے اور اس عشرے کا اِعتکاف کیا تو یہ اِعتکاف سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ کی جگہ اَدا نہیں ہوگا، بلکہ نفلی ہوگا۔ اگر کسی نے رمضان کے مہینے کے اِعتکاف کی نذر کی، تو اس کی نذر صحیح ہے، یعنی

یہ نذر اس پر لازم ہوجائے گی اور رمضان کے روزے، اِعتکاف کے روزوں کی بجائے کافی ہوجائیں گے۔ لیکن اگر اس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اِعتکاف نہ کیا تو اس پر لازم ہے کہ اس اِعتکاف کی قضا کے لئے کسی اور مہینے کا اِعتکاف لگاتار کرے اور اس میں روزے رکھے۔ اور اگر کسی نے ماہِ رمضان میں اِعتکاف کی نذر کی اور اس نے ماہِ رمضان کے روزے نہیں رکھے پھر لگاتار ایک مہینے کے روزے مع اِعتکاف کے قضا کئے تو جائز ہے۔

۴:... **مسلمان ہونا:**... کیونکہ کافر، عبادت کی اہلیت نہیں رکھتا۔

۵:... **عاقل ہونا:**... کیونکہ مجنون نیت کی اہلیت نہیں رکھتا، اصل میں یہ دونوں اُمر نیت کے لئے شرط ہیں، کیونکہ نیت، اسلام اور عقل کے بغیر دُرست نہیں ہوتی، اور اِعتکاف میں نیت شرط ہے۔

۶:... **جنابت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا:**... کیونکہ جنابت اور حیض و نفاس کی حالت میں مسجد میں آنا منع ہے، اور اِعتکاف کی عبادت مسجد کے بغیر اَدا نہیں ہوتی، بالغ ہونا اِعتکاف کی صحت کے لئے شرط نہیں ہے، پس سمجھ والے لڑکے کا اِعتکاف صحیح ہوگا جیسا کہ اس کا نفلی روزہ دُرست ہوجاتا ہے۔ مرد ہونا اور آزاد ہونا بھی شرط نہیں ہے، پس عورت کا اِعتکاف خاوند کی اجازت سے جائز ہے، اور غلام کا اِعتکاف اس کے مالک کی اجازت سے صحیح ہے، اگرچہ وہ اِعتکاف واجب ہی ہو، اور جب عورت کو اس کے خاوند نے اِعتکاف کی اجازت دے دی تو اَب اس کو منع کرنے کا اختیار نہیں ہے، اور اس کا منع کرنا صحیح نہیں ہے۔

اِعتکاف کی خوبیاں:

اِعتکاف کی بہت سے خوبیاں ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

۱:... اپنے قلب کو دُنیاوی اُمور سے فارغ کرنے کا ذریعہ ہے، اِعتکاف

کرنے والا اپنے آپ کو پوری طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا دیتا ہے اور دُنیا کے اَشغال سے اپنے آپ کو الگ کردیتا ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ اس کی طرف اِلتجا کرنے کے لئے اس کا تقرّب حاصل کرے۔

۲:... اِعتکاف کرنے والے کے تمام اوقات نماز میں صَرف ہوتے ہیں، خواہ حقیقتاً ہوں یا حکماً، کیونکہ وہ ہر وقت نماز باجماعت کے انتظار میں رہتا ہے۔

۳:... اِعتکاف کرنے والا اپنے اندر فرشتوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرتا ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتا اور نافرمانی سے بچتا اور کھانا پینا بقدرِ اِمکان ترک کرتا ہے۔

۴:... اِعتکاف کرنے والا روزہ دار ہوتا ہے، اور روزہ دار اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے۔

۵:... اِعتکاف کرنے والا شیطان اور دُنیا کے مکر و غلبے سے محفوظ ہوتا ہے، گویا کہ مضبوط قلعے میں محفوظ ہوجاتا ہے۔

۶:... اِعتکاف کرنے والا اپنے پروردگار کے گھر کو لازم پکڑتا ہے تاکہ وہ اس کی حاجت پوری کرے اور اس کو بخش دے۔

۷:... اِعتکاف اِخلاص کے ساتھ کیا جائے تو اَشرف الاعمال ہے۔

۸:... اِعتکاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

۹:... اِعتکاف عبادت ہے کیونکہ اس حالت میں بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بندگی و عاجزی کا اظہار کرتا اور بقدرِ اِمکان ہر وقت عبادات میں مشغول رہتا ہے۔

اِعتکاف کے آداب و مستحبات:

ا:... نیک باتوں کے سوا اور کوئی کلام کرنا مکروہ ہے، اِعتکاف کے علاوہ بھی مسجد میں اور باتوں کے بارے میں یہی حکم ہے، اور اِعتکاف والے کے لئے بدرجۂ

اَولیٰ ہے۔ نیک باتوں سے مراد وہ باتیں ہیں جن میں گناہ نہ ہو، مباح کلام کرنا ضرورت کے وقت نیک کام میں شامل ہے، اور بلاضرورت نیک کام میں شامل نہیں۔ اگر مباح کلام تقرّب کے قصد سے ہوتو اس میں ثواب ملے گا۔

۲:... اِعتکاف میں اکثر اوقات قرآن پاک کی تلاوت کرنا، ذکر کرنا، دُرود شریف پڑھنا، نوافل پڑھنا، حدیث شریف اور دِینی علم پڑھنا اور پڑھانا، اور درس دینا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دُوسرے انبیاء علیہم السلام کی سیرت و حالات اور نیک لوگوں کے حالات و حکایات کا پڑھنا اور بیان کرنا اور دِینی اُمور کے لکھنے میں مشغول ہونا اختیار کرے۔

۳:... رمضان کے اَخیر عشرے کے اِعتکاف کا اِلتزام کرے۔

۴:... اِعتکاف کے واسطے اَفضل مسجد کو اِختیار کرے، مثلاً: مسجد الحرام یا مسجدِ نبوی یا مسجدِ اقصیٰ یا جامع مسجد کو اِختیار کرے۔

۵:... رمضان المبارک کے اَخیر عشرے کا اِعتکاف کرے تو اِکیسویں شب کو یعنی بیس رمضان کا سورج غروب ہونے سے قدرے پہلے مسجد میں داخل ہوجائے، اور رمضان المبارک کے آخری دن سورج غروب ہونے کے بعد مسجد سے باہر آئے۔

جن چیزوں سے اِعتکاف فاسد ہوجاتا ہے اور جن چیزوں سے فاسد نہیں ہوتا:

اِعتکاف کو فاسد کرنے والی چیزیں یہ ہیں:

۱:... مسجد سے باہر نکلنا:... اِعتکاف کرنے والے کو چاہئے کہ اِعتکاف والی مسجد سے بلاعذر نہ دن میں باہر نکلے اور نہ رات میں، اگر عذر کے بغیر تھوڑی دیر کے لئے بھی مسجد سے نکل گیا تو اس کا اِعتکاف فاسد ہوجائے گا، خواہ وہ جان بوجھ کر نکلا ہو یا بھول کر، اگر کسی عذر سے باہر نکلنے پر ضرورت سے زیادہ باہر ٹھہرا رہا تب بھی

اس کا واجب اِعتکاف فاسد ہوجائے گا اور نفلی اِعتکاف ختم ہوجائے گا، عذر کی وجہ سے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وہ عذرات جن کی وجہ سے اِعتکاف والے کا مسجد سے نکلنا جائز ہے یہ ہیں:

اوّل:... **طبعی حاجت**:... یعنی پیشاب، پاخانہ، اِستنجا، وضو اور فرض غسل کے لئے یعنی اگر اِحتلام ہوجائے تو غسل کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔ پس جب پیشاب یا پاخانے کے لئے مسجد سے نکلے تو اس کو گھر میں داخل ہونے کا کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن قضائے حاجت کے بعد طہارت یعنی اِستنجا و وضو سے فارغ ہوتے ہی مسجد میں آجائے، اگر طہارت کے بعد وہ اپنے گھر میں تھوڑی دیر بھی ٹھہرا رہا تو اس کا اِعتکاف فاسد ہوجائے گا۔ اگر اِعتکاف کرنے والے کے دو گھر ہوں، جن میں سے ایک نزدیک اور دُوسرا دُور ہو، تو بعض کے نزدیک دُور والے گھر میں قضائے حاجت کے لئے جانا جائز ہے، اور اس کا اِعتکاف فاسد نہیں ہوگا، اور بعض کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اس کا اِعتکاف فاسد ہوجائے گا۔ اگر مسجد کے ساتھ بیت الخلا ہو جو گھر کی بہ نسبت قریب ہے، تو اس صورت میں وہی اختلاف ہے جو دو گھروں کے بارے میں بیان ہوا، اس لئے احتیاطاً قریب والے بیت الخلا کو اِستعمال کرے، لیکن اگر وہ شخص مسجد کے بیت الخلا سے یا اپنے دو گھروں میں سے ایک گھر والے بیت الخلا سے مانوس نہ ہو اور وہاں اس کو آسانی سے رفع حاجت نہ ہوتی ہو تو اپنے مانوس بیت الخلا میں رفع حاجت کے لئے جانا بلااختلاف جائز ہے، اگرچہ وہ دُور ہو۔ جب حاجتِ طبعی کے لئے نکلے تو اس کے لئے وقار وسکون کے ساتھ آہستہ آہستہ چلنا جائز ہے۔ کھانا پینا اور سونا اپنی اِعتکاف کی جگہ میں کرنا چاہئے، اس کے لئے باہر نکلنا جائز نہیں ہے۔ اگر اِعتکاف والے کے لئے گھر سے کھانا لانے والا کوئی شخص نہ ہو تو اس کو گھر سے کھانا لے آنا جائز ہے، کیونکہ اس صورت میں یہ پیشاب پاخانے کی طرح طبعی حاجت میں داخل ہے (لیکن اس کو چاہئے کہ کھانا لے کر فوراً مسجد میں آجائے

اور وہیں آکر کھائے)۔

دوم:... شرعی حاجت:... مثلاً: اَذان دینے یا جمعہ کی نماز اَدا کرنے کے لئے باہر نکلنا جائز ہے، پس اگر اَذان کے لئے مسجد سے باہر نکلا اور اَذان کے مینارے کا دروازہ مسجد سے باہر ہو تو اس کا اِعتکاف فاسد نہیں ہوگا، خواہ وہ مؤذِّن ہو یا نہ ہو، اور اگر اَذان کا مینارہ اندر ہو تو بدرجۂ اَولیٰ اس پر چڑھنے سے اِعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ مستحب یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے لئے تحرِّی (اَٹکل) کرکے اندازاً ایسے وقت نکلے کہ جامع مسجد میں پہنچ کر خطبے کی اَذان سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد اور چار رکعتیں سنتِ جمعہ قبلیہ پڑھ لے۔ اس کا اندازہ اِعتکاف کرنے والے کی رائے پر موقوف ہے، اگر اندازہ غلط ہوجائے یعنی کچھ پہلے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں اور نماز فرضِ جمعہ ادا کرنے کے بعد اس قدر ٹھہرے کہ چار یا چھ رکعتیں پڑھ لے، فرضِ جمعہ سے پہلے کی چار رکعتیں اور بعد کی چار یا چھ رکعتیں اِعتکاف والی مسجد میں بھی ادا کرسکتا ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ جامع مسجد میں ادا کرے۔ اگر زیادہ دیر جامع مسجد میں ٹھہرا رہا، مثلاً: ایک دن رات وہاں ٹھہرا رہا یا باقی اِعتکاف وہیں پورا کیا، تو اس کا اِعتکاف فاسد نہیں ہوگا، مگر ایسا کرنا مکروہِ تنزیہی ہے۔ اگر کسی عذر، مثلاً: مسجد کے گرجانے یا زبردستی کسی کے نکال دینے کی وجہ سے یا اپنی جان و مال کے خوف سے مسجد سے نکلا اور اسی وقت اِعتکاف کی نیت سے دُوسری مسجد میں داخل ہوگیا، کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوا، تو اس کا اِعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

مذکورہ دو قسم کے عذرات کے علاوہ کسی اور عذر سے مسجد سے باہر نکلنے سے اِعتکاف فاسد ہوجائے گا، پس اگر بیماری یا خوف کی وجہ سے یا مریض کی عیادت یا نمازِ جنازہ کے لئے مسجد سے نکلے گا تو اس کا اِعتکاف فاسد ہوجائے گا، لیکن اگر بشری حاجت پیشاب پاخانے وغیرہ کے لئے مسجد سے باہر نکلا پھر اسی ضمن میں مریض کی عیادت یا نمازِ جنازہ کے لئے چلا گیا تو جائز ہے، جبکہ اس کا مسجد سے نکلنا خاص اس

مقصد کے لئے نہ ہو، اور وہ راستے سے نہ پھرے اور نمازِ جنازہ یا مریض کی مزاج پُرسی سے زیادہ وہاں نہ ٹھہرے، ورنہ اِعتکاف فاسد ہوجائے گا۔ اگر نذر کرتے وقت شرط کرلی ہو کہ وہ عیادتِ مریض یا نمازِ جنازہ یا مجلسِ علم میں حاضر ہوگا تو ان اُمور کی وجہ سے مسجد سے باہر نکلنے پر اِعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ مسجد سے نکلنے کا مطلب قدموں کا مسجد سے باہر نکالنا ہے، پس اگر اپنا سر مسجد سے باہر نکالے تو اس کا اِعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ یہ سب اَحکام واجب اور سنتِ مؤکدہ اِعتکاف کے ہیں، اگر نفلی اِعتکاف میں عذر سے یا بلاعذر مسجد سے نکلے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اگر نفلی اِعتکاف شروع کیا پھر توڑ دیا تو اس کی قضا لازم نہیں ہے، کیونکہ یہ اس اِعتکاف کو ختم کرنا ہے توڑنا نہیں ہے، اور سنتِ مؤکدہ یعنی رمضان المبارک کے اَخیر عشرے کا اِعتکاف بھی شروع کرکے توڑ دینے سے ختم ہوجائے گا، سنتِ مؤکدہ کی بجائے ادا نہیں ہوگا، کیونکہ وہ تو پورے عشرے کا ہی ہوتا ہے، اس سے کم کیا ہوا اِعتکاف نفلی بن جائے گا، اور اس پر اس دن کے اِعتکاف کی قضا واجب ہوگی، جس دن کا اِعتکاف فاسد کیا ہے۔

۲:... اِعتکاف توڑنے والی چیز جماع اور اس کے لوازم ہیں، اِعتکاف والے پر جماع اور اس کے لوازم حرام ہیں، پس پیشاب پاخانے کے مقام میں دُخول سے اِعتکاف فاسد ہوجاتا ہے، خواہ اِنزال ہو یا نہ ہو، اور لوازمِ جماع مثلاً: مباشرت (بدن سے بدن ملانا)، بوسہ، مساس، معانقہ اور پیشاب و پاخانے کے مقام کے علاوہ کسی اور جگہ مثلاً: ران یا پیٹ وغیرہ میں جماع کرنا، ان سب صورتوں میں اگر اِنزال ہوجائے تو اِعتکاف فاسد ہوجاتا ہے، اور اگر اِنزال نہ ہو تو اِعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ خواہ جماع و لوازمِ جماع دن میں واقع ہوں یا رات میں، اور جان بوجھ کر ہوں یا بھول کر، اور خواہ رضامندی کی حالت ہو یا اِکراہ کی حالت، ہر حال میں اِعتکاف فاسد ہونے کا حکم یکساں ہے، خواہ جماع مسجد سے باہر واقع ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ جماع و لوازمِ جماع کی جن صورتوں میں روزہ فاسد ہوجاتا ہے ان سب صورتوں میں

اِعتکاف بھی فاسد ہوجاتا ہے، اور جن صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوتا، ان صورتوں میں اِعتکاف بھی فاسد نہیں ہوتا، فرق صرف یہ ہے کہ اِعتکاف کے لئے دن رات اس حکم میں برابر ہیں، اور روزے میں صرف دن کے وقت یعنی روزے کی حالت میں یہ چیزیں روزے کو فاسد کردیتی ہیں۔ جماع اور اس کے لوازم کے علاوہ روزے کو توڑنے والی دُوسری چیزوں سے واجب وسنتِ مؤکدہ اِعتکاف اس وقت ٹوٹ جائے گا جبکہ روزے کو توڑنے والی چیز دن میں یعنی روزے کی حالت میں پائی جائے، کیونکہ روزہ اِعتکاف کے لئے شرط ہے، اس لئے جب روزہ ٹوٹ گیا تو اِعتکاف بھی ٹوٹ گیا۔

۳:... اِعتکاف کو توڑنے والی تیسری چیز بے ہوشی اور جنون ہے، بے ہوشی یا جنون سے اِعتکاف اس وقت باطل ہوتا ہے جبکہ وہ دو یا زیادہ دن تک رہے، کیونکہ ان دنوں میں نیت نہ ہونے کی وجہ سے اس کا روزہ فوت ہوجائے گا، لیکن پہلے دن کا اِعتکاف باطل نہیں ہوگا جبکہ اس نے وہ دن مسجد ہی میں پورا کیا ہو، کیونکہ نیت پائی گئی ہے، لیکن اگر وہ مسجد سے باہر نکل گیا تو جنون یا بے ہوشی دُور ہونے کے بعد اس پر اس دن کی قضا لازم ہوگی اور اس دن کے علاوہ بے ہوشی یا جنون کے باقی دنوں کا اِعتکاف بھی جنون و بے ہوشی دُور ہونے کے بعد قضا کرے، اگرچہ وہ جنون بہت طویل ہوگیا ہو۔ اور جب اس واجب (یعنی نذر کے) اِعتکاف کی قضا پر قادر ہو تو اس کو روزے کے ساتھ قضا کرے۔

فائدہ:... اگر وہ واجب (یعنی نذر کا) اِعتکاف کسی معین مہینے کا ہو تو جس قدر دن باقی رہ گئے ہوں صرف اتنے ہی دن کا اِعتکاف قضا کرے، اس کے سوا اور کچھ نہیں، اور اگر وہ واجب اِعتکاف غیرمعین مہینے کا ہو تو فاسد کردینے کے بعد اس کو نئے سرے سے شروع کرنا لازم ہوگا، کیونکہ وہ لگاتار اَدا کرنا لازم ہوا ہے، خواہ اس اِعتکاف کو اپنے فعل سے کسی عذر کے بغیر فاسد کیا ہو، یا اپنے فعل سے کسی عذر کی وجہ

سے فاسد کیا ہو، یا اس کے فعل کے بغیر ہی فاسد ہوا ہو۔

وہ چیزیں جو اِعتکاف میں حرام یا مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں:

۱:... خاموش رہنا: اگر اِعتکاف میں عبادت سمجھ کر خاموش رہے تو مکروہِ تحریمی ہے، اور اگر اس کو عبادت نہ سمجھتا ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ بُری باتوں سے خاموشی اختیار کرنا فرض و واجب ہے کیونکہ بات کرنا کبھی حرام ہوتا ہے، مثلاً: غیبت کرنا، اور کبھی مکروہ ہوتا ہے جیسے: بُرے شعر پڑھنا، یا سامانِ تجارت بیچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، اس لئے پہلی قسم سے چپ رہنا فرض ہے، اور دُوسری قسم سے چپ رہنا واجب ہے۔ غیرمفید باتیں کرنے سے اپنی زبان کو بچانے کے لئے خاموش رہنا مکروہ نہیں ہے، لیکن زیادہ تر وقت تلاوتِ قرآن پاک و ذکر وغیرہ عبادت میں گزارے، خاموش رہنے کے یہ اَحکام مسجد سے باہر اور اندر والے اور جو شخص اِعتکاف میں نہ ہو سب کے لئے یکساں ہیں، مسجد میں اور اِعتکاف والے کے لئے بدرجۂ اَولیٰ یہ اَحکام ہیں۔

۲:... اگر اِعتکاف والے شخص نے دن میں (روزے کی حالت میں) بھول کر کچھ کھاپی لیا تو چونکہ اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا، اس لئے اس کا اِعتکاف بھی فاسد نہیں ہوگا۔

۳:... اگر اِعتکاف والا شخص کھانا اور اپنی ضرورت کی چیزیں مسجد میں بیچے یا خریدے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، اگر خرید و فروخت تجارت کے ارادے سے کرے تو مکروہ ہے، اِعتکاف کی حالت میں نکاح کرنا، طلاق سے رجعت کرنا، لباس پہننا، خوشبو اور تیل لگانا جائز ہے۔

۴:... اِعتکاف کرنے والے کو مسجد میں تجارت کے قصد سے خرید و فروخت کی بات کرنا مکروہ ہے، خواہ سامانِ تجارت وہاں حاضر کیا جائے یا نہ کیا جائے، اور بغیر اِعتکاف والے کے لئے مسجد میں خرید و فروخت کرنا مطلقاً مکروہ ہے، خواہ تجارت کے لئے یا بغیر تجارت کے ہو، اور خواہ سامانِ تجارت حاضر ہو یا نہ ہو، اور خواہ اپنے لئے یا

اپنے اہل و عیال کے لئے اس کا محتاج ہو یا نہ ہو۔

۵:... سامانِ تجارت کو مسجد میں موجود کرنا مکروہِ تحریمی ہے، اور جو کھانا اِعتکاف والے نے خریدا اس کو مسجد میں لانے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

۶:... مسجد میں وطی (جماع) اور اس کے لوازم یعنی بوسہ لینا اور چھونا اور معانقہ کرنا وغیرہ حرام ہے۔

۷:... گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے سے اِعتکاف فاسد نہیں ہوتا، لیکن یہ افعال مسجد میں اور مسجد سے باہر ممنوع و حرام ہیں، پس اِعتکاف کی حالت میں بدرجۂ اَولیٰ ممنوع و حرام ہیں، اس لئے ان سے بچنا ہر وقت ضروری ہے۔

اِعتکاف کے متفرق مسائل:

۱:... جب کوئی شخص اپنے اُوپر اِعتکاف واجب کرنے کا یعنی اِعتکاف کی نذر ماننے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ زبان سے بھی کہے، صرف دِل سے نیت کرنا اِعتکاف واجب ہونے کے لئے کافی نہیں ہے، اور اس سے اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔

۲:... اگر تثنیہ یا جمع کے صیغے کے ساتھ یعنی دو دن یا تین یا زیادہ دنوں کے اِعتکاف کی نذر کی، یا دو راتوں یا تین راتوں کے اِعتکاف کی نذر کی، تو ان دنوں کے ساتھ ان کی راتوں کا اور ان راتوں کے ساتھ ان دنوں کا اِعتکاف بھی لازم ہوجائے گا، اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ کچھ نیت نہ کی ہو، یا دن اور رات دونوں مراد لئے ہوں، لیکن اگر دنوں کی نذر میں خالص دنوں کی، اور راتوں کی نذر میں خالص راتوں کی نیت کی ہو، تو نیت صحیح ہے، اور دنوں کی نذر کی نیت میں صرف ان دنوں کا اِعتکاف لازم ہوگا اور اس کو متفرق طور پر اَدا کرنے کا اختیار ہے، اس پر راتوں کا اِعتکاف واجب نہیں ہوگا۔ اور صرف راتوں کے اِعتکاف کی نذر میں اس پر کچھ واجب نہیں

ہوگا، کیونکہ راتیں روزے کا محل نہیں ہیں۔ اور اگر صرف ایک ہی دن کے اِعتکاف کی نذر کرے تو پھر رات ضمناً داخل نہیں ہوگی، اسی طرح صرف ایک رات کے اِعتکاف کی نذر کرنے میں دن ضمناً شامل نہیں ہوگا، اور چونکہ رات کو روزہ نہیں ہوتا اس لئے وہ نذر لغو ہوجائے گی۔

۳:... جب اِعتکاف کے واجب ہونے میں رات داخل نہیں ہے تو اِعتکاف کرنے والے کو اِختیار ہے کہ متفرق طور پر اَدا کرے یا لگاتار اَدا کرے، اور جب رات اور دن دونوں شامل ہوں تو اس کو لگاتار اِعتکاف کرنا واجب ہوگا، متفرق طور پر اَدا کرنے سے ادا نہیں ہوگا۔

۴:... جب اِعتکاف میں رات اور دن دونوں شامل ہوں تو اِعتکاف کی ابتدا رات سے ہوگی، پس وہ اپنی نذر کے پہلے دن سورج غروب ہونے سے پہلے مسجد میں داخل ہوجائے اور اپنی نذر کے آخری دن سورج غروب ہونے کے بعد مسجد سے نکلے، اور جب صرف دنوں کے اِعتکاف کی نذر کی تو دن سے اِعتکاف شروع کرے اور طلوعِ فجر سے پہلے مسجد میں داخل ہوجائے اور غروبِ آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے۔

۵:... اگر ایک معین دن یا ایک معین مہینے کے اِعتکاف کی نذر کی اور اس دن سے ایک دن پہلے یا اس مہینے سے ایک مہینہ پہلے اِعتکاف کرلیا یا مسجدِ حرام میں اِعتکاف کرنے کی نذر کی اور کسی اور مسجد میں اِعتکاف کرلیا تو جائز ہے، اسی طرح معین وقت کے بعد بھی اَدا کرسکتا ہے۔

۶:... اگر گزرے ہوئے مہینے کے اِعتکاف کی نذر کی تو اس کی نذر صحیح نہیں ہوگی۔

۷:... اگر کسی نے ایک مہینے کے اِعتکاف کی نذر کی، پھر وہ ادا کرنے سے پہلے مرگیا تو اگر اس نے فدیہ کی وصیت کی ہو تو ہر روزے کے اِعتکاف کے بدلے میں صدقۂ فطر کی مقدار گیہوں یا جو وغیرہ سے دیئے جائیں، اور اگر اس نے وصیت

نہیں کی تو وارثوں پر جبر نہیں کیا جائے گا، لیکن اگر وارثوں نے اجازت دے دی تو اس کا فدیہ دینا جائز ہے۔ اگر کسی نے مرض کی حالت میں ایک مہینے کے اِعتکاف کی نذر کی اور وہ تندرست نہ ہوا یہاں تک کہ مرض کی حالت میں ہی مرگیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، اور اگر ایک دن کے لئے اچھا ہوگیا پھر مرگیا تو سارے مہینے کے عوض فدیہ دیا جائے گا۔

۸:... جب واجب اِعتکاف فاسد ہوجائے تو اس کی قضا واجب ہے، پس اگر کسی معین مہینے کے اِعتکاف کی نذر کی تھی اور اس نے ایک دن یا زیادہ دنوں کا روزہ توڑ دیا تو اتنے ہی دن قضا کرے جن کا روزہ توڑا ہے، اور اگر غیرمعین مہینے کے اِعتکاف کی نذر کی اور اس کے کسی دن کا روزہ توڑ دیا تو نئے سرے سے اِعتکاف کرے، اس لئے کہ اس کا لگاتار اَدا کرنا واجب ہے، خواہ اس نے اپنے فعل سے عذر کے بغیر فاسد کیا ہو یا عذر کے ساتھ، لیکن اگر معتبر عذر کے بغیر فاسد کردے گا تو گنہگار ہوگا۔ واللہ اعلم! (زبدۃ الفقہ، کتاب الصوم ص:۱۲۴، ۱۲۵، سیّد زوار حسین شاہؒ)

اِعتکاف سے متعلق سوالات کے جوابات

س:... ایک شخص جس نے قرآن شریف مکمل نہیں کیا، یعنی چند پارے پڑھ کر چھوڑ دیئے مجبوری کے تحت، کیا وہ شخص اِعتکاف میں بیٹھ سکتا ہے؟

ج... ضرور بیٹھ سکتا ہے، اس کو قرآن مجید بھی ضرور مکمل کرنا چاہئے، اِعتکاف میں اس کا بھی موقع ملے گا۔

س:... کیا ایک مسجد میں صرف ایک اِعتکاف ہوسکتا ہے یا ایک سے زائد بھی؟

ج:... ایک مسجد میں جتنے لوگ چاہیں اِعتکاف بیٹھیں، اگر سارے محلے والے بھی بیٹھنا

چاہیں تو بیٹھ سکتے ہیں۔
س:... حالتِ اعتکاف میں جس مخصوص کونے میں پردہ لگاکر بیٹھا جاتا ہے کیا دن کو یا رات کو وہاں سے نکل کر مسجد کے کسی پنکھے کے نیچے سو سکتا ہے یا نہیں؟ معتکف کسے کہتے ہیں اس مخصوص کونے کو جس میں بیٹھا جاتا ہے یا پوری مسجد کو معتکف کہا جاتا ہے؟ اور بعض علماء سے سنا ہے کہ دورانِ اعتکاف بلاضرورت گرمی دُور کرنے کے لئے غسل کرنا بھی دُرست نہیں، کیا یہ صحیح ہے؟ اور اگر بحالتِ ضرورت مسجد سے نکل کر جائے اور کسی شخص سے باتوں میں لگ جائے، تو کیا ایسی حالت میں اِعتکاف ٹوٹے گا یا نہیں؟
ج:... مسجد کی خاص جگہ جو اِعتکاف کے لئے تجویز کی گئی ہو، اس میں مقید رہنا کوئی ضروری نہیں، بلکہ پوری مسجد میں جہاں چاہے دن کو یا رات کو بیٹھ سکتا ہے اور سو سکتا ہے۔ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کی نیت سے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، البتہ اس کی گنجائش ہے کہ کبھی اِستنجا وغیرہ کے تقاضے سے باہر جائے تو وضو کے بجائے دو چار لوٹے پانی کے بدن پر ڈال لے۔ معتکف کو ضروری تقاضوں کے علاوہ مسجد سے باہر نہیں ٹھہرنا چاہئے، بغیر ضرورت کے اگر گھڑی بھر بھی باہر رہا تو اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اِعتکاف ٹوٹ جائے گا، اور صاحبینؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا، حضرتِ اِمامؒ کے قول میں احتیاط ہے، اور صاحبینؒ کے قول میں وسعت اور گنجائش ہے۔
س:... کیا اِعتکاف میں بیٹھنے کے لئے جو چاروں طرف چادریں لگاکر ایک حجرہ بنایا جاتا ہے، ضروری ہے یا اس کے بغیر بھی اِعتکاف ہوجاتا ہے؟
ج... چادریں معتکف کی تنہائی و یکسوئی اور آرام وغیرہ کے لئے لگائی جاتی ہیں، ورنہ اِعتکاف ان کے بغیر بھی ہوجاتا ہے۔
س:... اِعتکاف کے دوران گفتگو کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اگر کی جاسکتی ہے تو گفتگو کی نوعیت بتائیں۔
ج... اِعتکاف میں دِینی گفتگو کی جاسکتی ہے، اور بقدرِ ضرورت دُنیوی بھی۔

س:... دورانِ اِعتکاف تلاوتِ کلام پاک کے علاوہ سیرت اور فقہ سے متعلق کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے؟

ج:... تمام دِینی علوم کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

س:... مسئلہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کی مسجد جو کہ مہران شوگر ملز ٹنڈو الہ یار ضلع حیدرآباد کی کالونی میں واقع ہے، اس مسجد میں ہر سال رمضان شریف میں ہماری مل کے ریذیڈنٹ ڈائریکٹر صاحب (جو کہ ظاہری طور پر اِنتہائی دِین دار آدمی ہیں) اِعتکاف میں بیٹھتے ہیں، لیکن ان کے اِعتکاف کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جس گوشے میں بیٹھتے ہیں وہاں گاؤ تکیہ اور قالین کے ساتھ ٹیلی فون بھی لگوالیتے ہیں جو کہ اِعتکاف مکمل ہونے تک وہیں رہتا ہے اور موصوف سارا دن اِعتکاف کے دوران اسی ٹیلی فون کے ذریعے تمام کاروبار اور مل کے معاملات کو کنٹرول کرتے ہیں، اس کے علاوہ تمام دفتری کارروائی، فائلیں وغیرہ مسجد میں منگواکر ان پر نوٹ وغیرہ لکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ موصوف ٹیپ ریکارڈ لگواکر مسجد میں ہی قوّالیوں کے کیسٹ سنتے ہیں، جبکہ قوّالیوں میں ساز بھی شامل ہوتے ہیں، کیا مسجد میں اس کی اجازت ہے کہ قوّالی سنی جائے؟ اس کے علاوہ موصوف مسجد میں ٹیلی ویژن سیٹ بھی رکھواکر ٹیلی کاسٹ ہونے والے تمام دِینی پروگرام بڑے ذوق و شوق سے دیکھتے ہیں، اور موصوف کے ساتھ ان کے نوکر وغیرہ بھی خدمت کے لئے موجود رہتے ہیں۔ ہماری کالونی کے متعدّد نمازی موصوف کی ان حرکتوں کی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنے نہیں آتے، کیا ان نمازیوں کا فعل صحیح ہے؟

ج:... اِعتکاف کی اصل رُوح یہ ہے کہ اتنے دنوں کو خاص اِنقطاع الی اللہ میں گزاریں، اور حتی الوسع تمام دُنیوی مشاغل بند کردیئے جائیں، تاہم جن کاموں کے بغیر چارہ نہ ہو، ان کا کرنا جائز ہے۔ لیکن مسجد کو اتنے دنوں کے لئے دفتر میں تبدیل کردینا بے جا بات ہے، اور مسجد میں گانے بجانے کے آلات بجانا، ٹیلی ویژن دیکھنا حرام ہے، جو "نیکی برباد، گناہ لازم" کے مصداق ہے۔ آپ کے ڈائریکٹر صاحب کو

چاہئے کہ اِعتکاف کریں تو شاہانہ نہیں، فقیرانہ کریں، اور محرّمات سے احتراز کریں، ورنہ اِعتکاف ان کے لئے کوئی فرض نہیں، خدا کے گھر کو معاف کریں، اس کے تقدس کو پامال نہ کریں۔

س:... کیا حالتِ اِعتکاف میں معتکف (مسجد کے کنارے پر بیٹھ کر) حالتِ پاکی میں صرف سستی اور جسم کے بوجھل پن کو دُور کرنے کے لئے غسل کرسکتا ہے؟ اور کیا اس سے اِعتکاف سنت ٹوٹ جاتا ہے؟ جبکہ یہ غسل مسجد کے حدود کے اندر ہو، اور کیا اس سے مسجد کی بے ادبی تو نہیں ہوتی؟

ج:... غسل اور وضو سے مسجد کو ملوّث کرنا جائز نہیں، اگر صحن پختہ ہے اور وہاں سے پانی باہر نکل جاتا ہے تو گنجائش ہے کہ کونے میں بیٹھ کر نہالے، اور پھر جگہ کو صاف کردے۔

س:... ہمارے محلے کی مسجد میں دو آدمی اِعتکاف میں بیٹھے تھے، زیادہ گرمی ہونے کی وجہ سے وہ مسجد کے غسل خانے میں غسل کرتے تھے، ایک صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اس طرح غسل کرنے سے اِعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

ج:... ٹھنڈک کے لئے غسل کی نیت سے جانا معتکف کے لئے جائز نہیں، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ جب پیشاب کا تقاضا ہو تو پیشاب سے فارغ ہوکر غسل خانے میں دو چار لوٹے بدن پر ڈال لیا کریں، جتنی دیر میں وضو ہوتا ہے اس سے بھی کم وقت میں بدن پر پانی ڈال کر آجایا کریں، الغرض غسل کی نیت سے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، طبعی ضرورت کے لئے جائیں تو بدن پر پانی ڈال سکتے ہیں، اور کپڑے بھی مسجد میں اُتار کر جائے تاکہ غسل خانے میں کپڑے اُتارنے کی مقدار بھی ٹھہرنا نہ پڑے۔

س:... میں نے ایک منّت مانی تھی کہ اگر میری مراد پوری ہوگئی تو میں اِعتکاف میں بیٹھوں گا، مگر میں اس طرح نہ کرسکا، تو مجھے بتائیے کہ میں اس کے بدلے میں کیا کروں؟ کہ میری یہ منّت پوری ہوجائے۔ باقی دو روزے نہ رکھنے کے لئے بتائیے کہ کتنے فقیروں کو کھانا کھلانا ہوگا؟

ج:...آپ نے جتنے دن کے اِعتکاف کی منّت مانی تھی، اتنے دن اِعتکاف میں بیٹھنا آپ پر واجب ہے، اور اِعتکاف روزے کے بغیر نہیں ہوتا، اس لئے ساتھ روزے رکھنا بھی واجب ہیں۔ جب تک آپ یہ واجب ادا نہیں کریں گے، آپ کے ذمے رہے گا، اور اگر اسی طرح بغیر کئے مرگئے تو قدرت کے باوجود واجب روزوں کے ادا نہ کرنے کی سزا بھگتنا ہوگی، اور آپ کے ذمے روزوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت بھی لازم ہوگی۔

۲:... جتنے دن کے روزوں کی منّت مانی تھی، اتنے دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے، اس کا فدیہ ادا نہیں کیا جاسکتا، البتہ اگر آپ اتنے بوڑھے ہوگئے ہوں کہ روزہ نہیں رکھا جاسکتا یا ایسے دائمی مریض ہوں کہ شفا کی اُمید ختم ہوچکی ہے، تو آپ ہر روزے کے عوض کسی محتاج کو دو وقتہ کھانا کھلا دیجئے یا صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا نقد روپے دے دیجئے۔

لیلۃ القدر
کی برکات اور اس کے حصول کا طریقہ

رمضان مبارک کے آخری عشرہ کی ایک خصوصیت ''لیلۃ القدر'' ہے، جس کو قرآن کریم میں ہزار مہینوں سے بہتر فرمایا گیا ہے، گویا جو شخص اس رات میں اپنی ہمت و توفیق کے مطابق عبادت کرے اس کو ایک ہزار مہینے کی عبادت سے زیادہ ثواب عطا کیا جاتا ہے، اور یہ ''زیادہ'' کتنا ہے؟ اس کی مقدار حق تعالیٰ شانہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر کو آخری طاق راتوں میں تلاش کیا کرو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر معین طور پر بتائی گئی تھی، مگر حکمت خداوندی کے تحت وہ بھلادی گئی، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ: ''شاید یہی تمہارے حق میں بہتر ہو۔'' کیونکہ اگر وہ معین طور پر بتادی جاتی تو بہت ممکن تھا کہ کچھ لوگ اسی پر بھروسہ کرکے بیٹھ جاتے، مگر حق تعالیٰ کو منظور تھا کہ یہ امت اس خیر و سعادت کی تلاش میں لگی رہے اور یوں اس کے لئے ہر شب شب قدر بن جائے، مؤمن رمضان مبارک کی پہلی رات ہی سے شب قدر کی تلاش کا مشتاق ہوجاتا ہے اور ہر رات کی محنت و عبادت اسے شب قدر کی برکات کے حصول کے لئے مستعد بناتی ہے، اس طرح اس کی ہر رات گویا شب قدر بن جاتی ہے، ایک حکمت اس میں یہ تھی کہ اگر شب قدر معین کردی جاتی اور خدانخواستہ کوئی شخص اس رات میں گناہ اور معصیت کی گندگی میں ملوث ہوتا تو یہ رات اس کی شقاوت و بدبختی کی دلیل بن جاتی، جیسے کوئی شخص نعوذ باللہ بیت اللہ شریف میں بدکاری کا ارتکاب کرے تو اس کے محروم و بدقسمت ہونے پر مہر لگ جاتی ہے۔

لیلۃ القدر میں آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور جو مؤمن اس رات ذکر و عبادت الٰہی میں مشغول ہو فرشتے اس کو سلام کہتے ہیں، اور ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں، کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن سے فرشتے مصافحہ کریں، ان کو سلام کریں اور ان کے لئے دعائیں کریں، نیز جو مؤمن دعا میں مشغول ہو فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں، گویا یہ رات خصوصیت کے ساتھ قبولیت دعا کی رات ہے۔

جو شخص شب قدر میں ذکر و عبادت اور دعا و التجا میں مشغول رہے اس کو اس رات میں عبادت کرنے کا پورا ثواب ملتا ہے، خواہ اس کو کوئی چیز ظاہری آنکھوں سے نظر نہ آئے۔

شب قدر میں رات بھر عبادت کرنا اور ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہونا بڑی بلند ہمتی کی بات ہے لیکن اگر کوئی شخص ساری رات عبادت کرنے کا تحمل نہ رکھتا ہو جس قدر بھی محنت کرسکتا ہے کرے، ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ جس شخص نے عشاءؑ کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی گویا اس کو ایسا ثواب ہے جیسے اس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے عشاءؑ اور فجر دونوں نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھیں اس نے گویا پوری رات عبادت کی۔ پس اگر کوئی زیادہ نہیں کرسکتا تو کم از کم اتنا تو ہر مسلمان کو کرنا چاہئے کہ آخری عشرہ کی راتوں میں نماز عشاءؑ اور نماز فجر جماعت کے ساتھ فوت نہ ہو۔

سورج غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک لیلۃ القدر ہی رہتی ہے، اس لئے مغرب و عشاءؑ کے درمیان کے وقت کو بھی بہت قیمتی سمجھنا چاہئے اور اس کو غفلت میں نہ گزارنا چاہئے۔

لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آدمی آخری عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھ جائے کیونکہ اعتکاف خود ایک مستقل عبادت ہے، اس طرح آخری عشرہ کا ایک لمحہ بھی عبادت کے بغیر نہیں گزرے گا اور انشاءاللہ لیلۃ القدر کی

فضیلت یقینی طور پر میسر آجائے گی۔

شب قدر کی دُعا:

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں شبِ قدر کو پاؤں تو کیا مانگوں؟ فرمایا کہ: اللہ رَبّ العزّت سے یہ کہنا کہ:

''اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ'' (مشکوٰۃ شریف ص:۱۸۲)

ترجمہ:...''یا اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں، اور معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں، یا اللہ! مجھے بھی معاف کردیجئے۔''

شبِ قدر کی دُعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلقین فرمائی: ''اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ'' یا اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں، ''تُحِبُّ الْعَفْوَ'' آپ معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں، مخلوق انتقام لینا چاہتی ہے اور اِنتقام کو پسند کرتی ہے، لیکن یا اللہ! آپ انتقام لینے کے بجائے معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں، ''فَاعْفُ عَنِّیْ'' پس مجھے بھی معاف فرمادیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے۔

بے شک اگر یہ دعا قبول ہوگئی (اور یقیناً قبول ہوگی بشرطیکہ اخلاص سے مانگی ہو) تو یقین رکھئے کہ بیڑہ پار ہوگیا، وہ کریم آقا ایک بار معاف کردینے کے بعد دوبارہ نہیں پکڑتے، پس جس سعید کو شب قدر میں یہ دعا مانگنے کی توفیق ہوگئی اس کا مقدر قابل رشک ہے، اس مبارک تذکرہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد گرامی پر ختم کرتا ہوں:

''عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم: اذا کان لیلة القدر نزل جبریل علیه السلام فی کبکبة من الملٓئکة یصلون علیٰ کل عبد قائم او قاعد یذکر الله عز وجل فاذا کان یوم عیدهم یعنی یوم فطرهم باهیٰ بهم ملٓئکته فقال: یا ملائکتی! ما جزاء اجیر وفی عمله؟ قالوا: ربنا! جزاؤهٗ ان یوفی اجره. قال: ملائکتی! عبیدی وامائی قضوا فریضتی علیهم، ثم خرجوا یعجون الی الدعاء وعزتی وجلالی وکرمی وعلوی وارتفاع مکانی لاجیبنهم، فیقول: ارجعوا قد غفرت لکم وبدلت سیاٰتکم حسناتٍ، قال: فیرجعون مغفورًا لهم. رواه البیهقی فی شعب الایمان.“

(مشکوٰۃ ص:۱۸۲)

ترجمہ:......”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جب شب قدر آتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور ہر بندے کو جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو، سلام کہتے ہیں اور اس کے لئے دعا کرتے ہیں، پس جب (رمضان شریف گزرنے پر) عید کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے اپنا کام پورا پورا ادا کردیا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دی جائے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے فرشتو! میرے بندے اور بندیوں نے اپنا وہ فریضہ جو

ان پر لازم تھا، ادا کردیا، اور اب وہ مجھ سے دعا کی پکار کرتے ہوئے (عید کی نماز کو) نکلے ہیں، پس میری عزت و جلال، میرے کرم وعفو اور میری بلندیٔ مرتبت کی قسم! میں ان کی دعا ضرور قبول کروں گا، پھر اللہ تعالیٰ اپنے ان مخلص بندوں سے فرماتے ہیں کہ جاؤ میں نے تمہاری بخشش کردی، اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پس یہ لوگ بخشے بخشائے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔''

اس حدیث پاک سے رمضان مبارک کی برکات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اور یہ بھی کہ حق تعالیٰ شانہ کو اپنے بندوں سے کتنی محبت ہے، اور ان کے حال پر کتنی شفقت وعنایت ہے، حق تعالیٰ شانہ ہم سب کو بھی اس ماہ مبارک کی برکتیں نصیب فرمائیں اور اس کا حق ادا کرکے حق تعالیٰ شانہ کی رحمت ومغفرت کا مورد بنائیں۔

جمعۃ الوداع اور عید الفطر

یہ جمعہ ماہ رمضان المبارک کا آخری جمعہ ہے، اسی لئے اس جمعۃ المبارک کو جمعۃ الوداع بھی کہا جاتا ہے، جمعہ کا دن ویسے بھی فضیلت اور برکت کا دن ہے، اس دن کو تمام دنوں پر فضیلت حاصل ہے، اور اس دن کو مسلمانوں کے لئے عید کہا گیا ہے، اسی لئے اس دن بجائے ظہر کی نماز کے جمعہ کی نماز فرض ہے، اس دن میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں ہر مسلمان کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں، اس دن عمل کا ثواب زیادہ ہوجاتا ہے، اس دن درود شریف پڑھنے کا ثواب ستر گنا زیادہ ہوتا ہے، قیامت قائم ہونے کے بعد جب مسلمان تمام جنت میں پہنچ جائیں گے تو یہی وہ مبارک دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی زیارت سے مشرف فرمائیں گے، یہ تو تھی عام حالات میں جمعہ کی فضیلت اور عظمت، مگر جب یہی جمعہ اور فضیلت کا دن ماہ رمضان میں پڑے تو اس کی عظمت کو چار چاند لگ جاتے ہیں، اور اس کی اہمیت اور فضیلت میں اور زیادہ اضافہ ہوجاتا ہے، اگر اول عشرہ میں یہ دن پڑے تو اپنی سابقہ فضیلتوں کے ساتھ اسی دن رحمتوں کی بارش میں اضافہ ہوجاتا ہے، اور اگر یہی دن رمضان المبارک کے دوسرے عشرہ میں پڑے تو اس کی اپنی فضیلتوں کے ساتھ اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور معافی کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور آواز آتی ہے کہ: اے مسلمانو! اس عشرہ کے اندر اگر اپنی معافی کرانی ہے تو آجاؤ! اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان رجوع کرنے والے اور توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمائیں گے، اور اگر یہی جمعۃ المبارک کا دن آخری عشرہ میں پڑ جائے تو پھر کیا کہنا! خدا تعالیٰ کی طرف

سے عام ندا ہو رہی ہے کہ: اے مسلمانو! رحمت کی بارش ہوگئی، مغفرت کردی گئی، اب آؤ جہنم سے خلاصی طلب کرو اللہ تعالیٰ چھٹکارا عنایت فرمائیں گے، اور جمعۃ المبارک میں اس کی رحمت اور ہی زیادہ ہوجاتی ہے، اگر عام رمضان کے دن میں بھی حاضر نہ ہوسکا تو آج یہ جمعۃ المبارک کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دے اور فوراً اپنے لئے جہنم سے نجات حاصل کرے اور اگر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں پڑنے والا آخری جمعہ ہوتو پھر تو اس کی اہمیت میں بہت ہی زیادہ اضافہ ہوجاتا ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ ماہ مبارک اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے اور اس ماہ مبارک میں اب دوسرا کوئی ایسا مبارک دن نہیں پڑے گا اس لئے ہر شخص کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اس مبارک دن کو بالکل ضائع نہ کرے کیونکہ انسان کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں، پتہ نہیں اگلا رمضان اس کے نصیب میں ہے بھی یا نہیں؟ اگر اس نے اس ماہ مبارک کے اس آخری جمعہ کو بھی ضائع کردیا اور اس دن بھی وہ غافل رہا تو اس سے زیادہ اور محرومی کی بات نہیں ہوسکتی کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ بہت ہی بدبخت اور بدنصیب ہے وہ شخص جو کہ ماہ رمضان المبارک کو پائے اور اس ماہ مبارک میں وہ اپنی مغفرت نہ کرائے، اب اگر ایک شخص پورے ماہ مبارک میں غافل رہا اور اس نے اس ماہ مبارک کا حق ادا نہیں کیا تو اب بھی تھوڑا سا وقت ہے اور یہ رمضان المبارک کا آخری جمعہ ہر عاقل شخص کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہے کہ اے بدنصیب اور بدبخت شخص اگر اس آخری جمعہ کو بھی تو نے ہوش کے ناخن نہ لئے اور خواب غفلت سے بیدار نہ ہوا تو پھر کس چیز کا انتظار کرے گا؟ ایک ایک دن کر کے پورا ماہ مبارک گزر گیا، رحمت اور مغفرت کے عشرے گزر گئے اور جہنم سے خلاصی کا عشرہ بھی ہاتھ سے جارہا ہے اور ماہ رمضان الوداعی کیفیت میں ہے اور اس ماہ مبارک کا آخری جمعہ جس کو جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے سر پر پہنچ گیا اب تو ہوش میں آجا اور اپنے آپ کو خدا کے دربار میں پیش کردے اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ، اپنے کئے پر نادم ہو اور آئندہ

غلط کام نہ کرنے کا عزم کرلے اور آئندہ صحیح کام کرنے کا ارادہ کرلے اور اس مبارک دن کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مخصوص کردے، انشاءاللہ، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ اس مبارک دن ضرور بالضرور اپنے اس بندہ کی توبہ قبول کرلیں گے اور اس شخص کو بھی ان لوگوں میں شامل کرلیں گے جن لوگوں نے ماہ مبارک کو اس کے حق کے ساتھ ادا کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ میری رحمت واسعہ سے مایوس ہونا کفر ہے۔ آخری عشرہ میں جمعۃ الوداع کے علاوہ ایک اور اہم چیز شب قدر ہے، اس رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت کے برابر ہے اور اس رات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مسلمانوں کی ہدایت کے لئے لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا اور پھر تیئیس سال کی مدت میں وقتاً فوقتاً حالات کے مطابق نبی اکرم ﷺ کے ذریعہ مسلمانوں تک پہنچایا گیا، گویا کہ یہ رات قرآن مجید کے نزول کی بھی رات ہے اور عبادت کی بھی رات ہے اس لئے ان راتوں کو ضائع نہ کیا جائے اور ۲۱/ ۲۳/ ۲۵/ ۲۷/ ۲۹/ میں اس مبارک رات کو تلاش کیا جائے اور ان راتوں میں زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کی جائے اور تلاوت سنی جائے چونکہ قرآن مجید مسلمانوں کی آسمانی کتاب ہے اور جس کا سیکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اگر پورا ترجمہ اور مطالب کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا تو کم ازکم اس قرآن مجید کو ناظرہ پڑھنا ہر مسلمان پر فرض ہے، جن لوگوں نے اب تک قرآن مجید پڑھنا نہیں سیکھا تو شرم وحیا کی کوئی بات نہیں اس ماہ مبارک سے وہ عزم کریں کہ قرآن مجید انہوں نے سیکھنا ہے اور اس مبارک رات سے ہی وہ اس نیک کام کو شروع کردیں اور اپنے کسی ساتھی یا مسجد کے امام سے قرآن مجید سیکھنا شروع کردیں تاکہ قیامت کے دن وہ قرآن مجید کی سفارش اور شفاعت کے مستحق بھی بن جائیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے ذلیل بھی نہ ہوں کہ انہوں نے قرآن مجید سیکھنے کے فرض سے غفلت برتی، کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن قرآن مجید اپنے پڑھنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے

سفارش کرے گا دوسرا جن لوگوں نے اپنے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم نہیں دلائی ان کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے قرآن مجید کی تعلیم دلوانے کا اہتمام کریں، کتنے افسوس کی بات ہے کہ دنیاوی تعلیم کے لئے ہم اپنے بچوں پر ہزاروں روپے بھی صرف کرتے ہیں ان کو مارتے پیٹتے بھی ہیں لیکن اپنی مذہبی اور ہدایت کی کتاب سے اتنے غافل!! قیامت کے دن والدین سے سوال ہوگا کہ انہوں نے اپنے بچوں کو دین کی کتنی تعلیم دی؟ اس وقت پھر کیا جواب ہوگا؟ قرآن مجید کی تعلیم تو ہر مسجد میں بلا معاوضہ دی جاتی ہے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ بچوں کو صرف تعلیم قرآن کے لئے بھیج دیں، نزول قرآن کی اہمیت کا یہ معنی نہیں کہ ہم نے شبینہ کرلیا، یا اس رات جاگ گئے بلکہ اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم خود بھی اس کتاب کی تعلیم حاصل کریں اس کے مطالب اور مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے قوانین پر عمل کریں اور اپنے بچوں اور اولاد کو بھی اس کی تعلیم دیں، ماہ رمضان المبارک کے اختتام کی خوشی میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک دن خوشی اور جشن کے لئے عطا فرمایا اس لئے اس عید کا نام عیدالفطر یعنی افطار کا دن کہا جاتا ہے، اس دن روزہ رکھنا حرام ہے، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! دیگر اقوام کے لئے کوئی نہ کوئی خوشی کے دن ہوتے ہیں ہمارے لئے کوئی خوشی یا عید کا دن مقرر فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یکم شوال المکرّم اور دس ذی الحجہ تمہارے لئے خوشی اور مسرت اور عید کا دن ہے ایک دن رمضان المبارک کے اختتام کی خوشی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے اور دوسرا دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی یاد میں تمہارے لئے مسرت کا دن ہے اور اس کے علاوہ مسلمان کے لئے جمعہ کا دن بھی مبارک اور خوشی کا دن ہے۔

اب ہمارے لئے قابل غور مسئلہ یہ ہے کہ اس خوشی کے دن کو کس طرح منایا جائے؟ اور اس میں ہمارا کیا عمل ہونا چاہئے؟ اس کے لئے ہمیں کہیں دور جانے کی

ضرورت نہیں، نبی اکرم ﷺ اور خلفاءؓ راشدینؓ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل ہمارے لئے مشعل راہ ہے نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے چاند رات کے بارے میں فرمایا کہ یہ بہت ہی مبارک رات ہے اور پورے ماہ کا نچوڑ ہے، اس رات کو کھیل کود میں ضائع نہ کرو بلکہ کوشش کرو کہ اس رات کو بھی عبادت میں گزارو، اگر عبادت نہیں کرتے تو کم ازکم اس رات فضولیات سے پرہیز کرو۔

صدقہ فطر

اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیدالفطر میں نماز سے قبل تم فطرہ واجبہ ادا کرو اس میں ایک تو تمہارے روزوں میں جو کوتاہی ہوگئی ہوگی اس کا ازالہ ہوجائے گا، اور تمہارے غریب مسلمان بھائی بھی تمہاری طرح عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں گے، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم نہا دھوکر اپنے سب سے بہترین کپڑے پہن لو کیونکہ یہ تمہارے لئے مسرت اور خوشی کا دن ہے، ہر خوشی کے موقع پر انسان چاہتا ہے کہ اچھا لباس زیب تن کرے، اس لئے حضور ﷺ نے بھی اس کی تعلیم دی اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز عید میں جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز وغیرہ کھالو کیونکہ یہ تمہارے لئے افطار کا دن ہے اس کے بعد تکبیرات پڑھتے ہوئے نماز عید کے لئے عیدگاہ جاؤ خوشی کے موقع پر ایسا ہوتا ہے کہ انسان خدا کی یاد سے غافل ہوجاتا ہے اور خوشی میں مست ہوجاتا ہے، مگر اسلامی تعلیمات میں ایسی خوشی کی اجازت نہیں جوکہ خدا کی یاد سے غافل کردے اور انسان اپنے آپ کو فرعون تصور کرنے لگے، بلکہ تعلیم نبوی نے ہمیں اس بات کا احساس دلایا ہے کہ خوشی اور غم دونوں موقعوں پر اپنے آپ کو اعتدال میں رکھ کر خدا کی یاد سے غافل نہ ہوں اس میں عام آدمی سے لے کر حکام تک کے لئے تنبیہ ہے کہ غافل شخص خدا کی پکڑ میں جلدی آجاتا ہے اس لئے تم لوگ جس جس کام پر مامور ہو اس کام کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو، بلکہ ہر وقت اپنے آپ کو خدا کے سامنے تصور کرکے اس کی یاد سے غافل نہ ہو، نماز عید کے

بعد خطبہ مسنونہ جس میں ہر شخص کو اس امر کی ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ اپنا تمام دن تقریبات میں اس طرح لگائیں کہ فرائض سے غفلت نہ ہو اور کسی کے حقوق بھی ضائع نہ ہوں اور سب وہاں سے یہ عزم لے کر اٹھیں کہ ہم اپنی زندگی کا ہر لمحہ اسلامی تعلیمات پر عملکرنے اور اسلامی تعلیمات کو عام کرنے میں لگائیں گے۔

صدقۂ فطر کے مسائل

س...... صدقۂ فطر کس پر واجب ہے اور اس کے کیا مسائل ہیں؟

ج...... صدقۂ فطر کے مسائل حسبِ ذیل ہیں:

ا:...... صدقۂ فطر ہر مسلمان پر جبکہ وہ بقدرِ نصاب مال کا مالک ہو، واجب ہے۔

۲:...... جس شخص کے پاس اپنی استعمال اور ضروریات سے زائد اتنی چیزیں ہوں کہ اگر ان کی قیمت لگائی جائے تو ساڑھے باون تولے چاندی کی مقدار ہو جائے تو یہ شخص صاحبِ نصاب کہلائے گا، اور اس کے ذمہ صدقۂ فطر واجب ہوگا (چاندی کی قیمت بازار سے دریافت کرلی جائے)۔

۳:...... ہر شخص جو صاحبِ نصاب ہو اس کو اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے، اور اگر نابالغوں کا اپنا مال ہو تو اس میں سے ادا کیا جائے۔

۴:...... جن لوگوں نے سفر یا بیماری کی وجہ سے یا ویسے ہی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے روزے نہیں رکھے، صدقۂ فطر ان پر بھی واجب ہے، جبکہ وہ کھاتے پیتے صاحبِ نصاب ہوں۔

۵:...... جو بچہ عید کی رات صبحِ صادق طلوع سے پہلے پیدا ہوا، اس کا صدقۂ فطر لازم ہے، اور اگر صبحِ صادق کے بعد پیدا ہوا تو لازم نہیں۔